ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
www.tanzeem.org
24
27 رمضان المبارک تا 4 شوال 1439ھ/ 12 تا 18 جون 2018ء

اس شمارے میں

راہِ نجات

رمضان کا حاصل، لیلۃ القدر اور پاکستان

مطالعہ کلام اقبال (74)

عید الفطر: شکرانے کا دن

اسد درانی کی کتاب اور پاکستان پر اس کے اثرات

اس لمبی رات میں کیا بیتی!

عمرہ کی سعادت

عید سعید کا پیغام

عید الفطر ایک جشن مسرت ہی نہیں، ایک عبادت بھی ہے۔ یہ ایک بہت بڑی عبادت یعنی روزہ کا اختتام ہے۔ فطرہ ادا کرنے کے بعد یوم فطر کی سب سے پہلی مشغولیت عید کی نماز ہے جو اللہ کے حضور بطور شکرانہ ادا کی جاتی ہے۔ اسلامی معاشرہ کے تمام افراد کا عید گاہ میں جمع ہونا، مل کر اللہ کی تکبیر بلند کرنا، اس کی حمد و ثنا بیان کرنا، اس کے حضور رکوع و سجود کرنا، اس کی بارگاہ کرم سے مغفرت طلب کرنا، بھلائیوں اور رحمتوں کی دُعائیں مانگنا شکر و عبادت کی ایک ایسی مقدس فضا پیدا کر دیتا ہے کہ دل ایک دوسرے کی طرف جھکنے اور سب کے لیے ایک ہونے اور نیک بننے کی ترغیب پیدا ہو جاتی ہے۔

نماز عید کی یہ اجتماعی تقریب جس میں چھوٹے بڑے، ہر رنگ، ہر نسل، ہر قبیلہ، ہر برادری، ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے مسلمان اکٹھے ہو جاتے ہیں، مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والوں، مختلف زبان بولنے والوں کی یہ یکجائی ان کے باہمی اتفاق و اتحاد کے رجحان کو تقویت دیتی ہے، اور یہ احساس پیدا ہو جاتا ہے کہ ہم علیحدہ نہیں، ہم ایک ہیں، ہم غیر نہیں، ہم بھائی ہیں، ہمارا خدا ایک ہے، ہمارا رسول ایک ہے، ہمارا قبلہ ایک ہے، ہمارا قرآن ایک ہے، ہمارا مسلک اور دین ایک ہے اور ہم ایک بہت بڑی عالمی برادری ہیں جو خدا کی وفاداری اور اطاعت رسولؐ کی پیروی و متابعت کے پاکیزہ اصولوں پر وجود میں آئی ہے، ہم کو ایک دوسرے سے نفرت نہیں کرنا چاہیے بلکہ ایک دوسرے سے محبت و معاونت کرنا چاہیے، عید سعید کا یہی مقصود اور یہی پیغام ہے۔

محمود فاروقیؒ

الھدیٰ (807)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سامری اور بچھڑے کا حشر

سُورۃُ طٰہٰ | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 97 ، 98

قَالَ فَاذۡهَبۡ فَاِنَّ لَكَ فِى الۡحَيٰوةِ اَنۡ تَقُوۡلَ لَا مِسَاسَ‌ ۖ وَاِنَّ لَكَ مَوۡعِدًا لَّنۡ تُخۡلَفَهٗ‌ ۚ وَانْظُرۡ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِىۡ ظَلۡتَ عَلَيۡهِ عَاكِفًا‌ ؕ لَـنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَـنَنۡسِفَنَّهٗ فِى الۡيَمِّ نَسۡفًا ۝۹۷ اِنَّمَاۤ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِىۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ‌ ؕ وَسِعَ كُلَّ شَىۡءٍ عِلۡمًا ۝۹۸

آیت ۹۷ ﴿قَالَ فَاذۡهَبۡ فَاِنَّ لَكَ فِى الۡحَيٰوةِ اَنۡ تَقُوۡلَ لَا مِسَاسَ‌ ۖ﴾ ’’موسیٰؑ نے کہا: دفع ہو جاؤ! اب تمہارے لیے زندگی میں یہی (سزا) ہے کہ تم کہتے رہو گے کہ مجھے کوئی نہ چھوئے۔‘‘

سامری بطور سزا جس بیماری میں مبتلا کیا گیا تھا اس کی تفصیل تو نہیں ملتی مگر ان الفاظ سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ عملاً وہ اچھوت بن کر رہ گیا تھا۔ نہ وہ کسی کے قریب جا سکتا تھا اور نہ ہی کوئی دوسرا شخص اس کے پاس آ سکتا تھا۔ بعض روایات میں اس طرح کی تفصیلات ملتی ہیں کہ اگر کوئی شخص اس کے قریب جاتا تو دونوں سخت بخار میں مبتلا ہو جاتے تھے اور یوں باقی تمام زندگی اسے معاشرتی مقاطعہ کی سزا بھگتنا پڑی۔

﴿وَاِنَّ لَكَ مَوۡعِدًا لَّنۡ تُخۡلَفَهٗ‌ ۚ﴾ ’’اور تمہارے لیے ایک وعدہ ہے جس کی ہرگز خلاف ورزی نہیں کی جائے گی۔‘‘

﴿وَانْظُرۡ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِىۡ ظَلۡتَ عَلَيۡهِ عَاكِفًا‌ ؕ﴾ ’’اور دیکھو اپنے اس معبود کو جس کا تم اعتکاف کرتے رہے ہو (ہم اس کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہیں!)‘‘

﴿لَـنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَـنَنۡسِفَنَّهٗ فِى الۡيَمِّ نَسۡفًا ۝۹۷﴾ ’’ہم اسے جلا (کر راکھ کر) دیں گے‘ پھر اس (کی راکھ) کو سمندر میں بکھیر دیں گے۔‘‘

آیت ۹۸ ﴿اِنَّمَاۤ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِىۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ‌ ؕ﴾ ’’حقیقت میں تمہارا معبود تو صرف اللہ ہے‘ جس کے سوا کوئی اور معبود ہے ہی نہیں۔‘‘

﴿وَسِعَ كُلَّ شَىۡءٍ عِلۡمًا ۝۹۸﴾ ’’اُسے ہر چیز کا علم حاصل ہے۔‘‘

اسرائیلی قوم کے بگڑے ہوئے عقائد اور ان کی عمومی ذہنیت کی جو تفصیلات ہمیں قرآن سے ملتی ہیں اگر ان کا بغور مطالعہ کیا جائے تو ہندو برہمن کی سوچ‘ ذہنیت اور عقائد کی اس سے بہت قریبی مشابہت نظر آتی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری کے بچھڑے کو جلا کر اس کی راکھ کو سمندر میں بہایا تھا‘ بالکل اسی طرح ہندو اپنے مُردوں کو جلا کر ان کی راکھ کو گنگا وغیرہ میں بہاتے ہیں۔ اسرائیلیوں نے بچھڑے کو اپنا معبود بنایا تھا‘ ہندو بھی مذہبی طور پر گائے کو مقدس مانتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہندو روایتی طور پر اپنے لیے وہی شوخ یا زرد گیروا رنگ پسند کرتے ہیں جو قرآن میں بنی اسرائیل کے لیے مخصوص گائے کا رنگ بتایا گیا ہے (البقرہ: ۶۹)۔ پھر سامری کے اچھوت ہو جانے کے تصور کو بھی ہندوؤں نے بعینہٖ اپنایا اور اس کے تحت اپنے معاشرے کے ایک طبقے کو اچھوت قرار دے ڈالا۔ اسی طرح بنی اسرائیل کے سروں پر پہاڑ کے اٹھائے جانے سے متعلق قرآنی بیان (الاعراف: ۱۷۱) سے مماثل ہندوؤں میں یہ عقیدہ بھی پایا جاتا ہے کہ ہنومان جی پہاڑ کو اٹھا لائے تھے۔

فرمانِ نبویؐ

خیانت کا وبال

عَنۡ عَدِیِّ بۡنِ عُمَیۡرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوۡلُ: ((مَنِ اسۡتَعۡمَلۡنَاہُ مِنۡکُمۡ عَلٰی عَمَلٍ فَکَتَمَنَا مِخۡیَطًا فَمَا فَوۡقَہٗ کَانَ غُلُوۡلًا یَاۡتِیۡ بِہٖ یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ)) فَقَامَ اِلَیۡہِ رَجُلٌ اَسۡوَدُ مِنَ الۡاَنۡصَارِ کَاَنِّیۡ اَنۡظُرُ اِلَیۡہِ فَقَالَ: یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ اقۡبَلۡ عَنِّیۡ عَمَلَکَ قَالَ: ((وَمَالَکَ؟)) قَالَ: سَمِعۡتُکَ تَقُوۡلُ کَذَا وَ کَذَا قَالَ: ((وَاَنَا اَقُوۡلُ الۡاٰنَ مَنِ اسۡتَعۡمَلۡنَاعَلٰی عَمَلٍ فَلۡیَجِیۡٔ بِقَلِیۡلِہٖ وَکَثِیۡرِہٖ فَمَا اُوۡتِیَ مِنۡہُ اَخَذَ وَمَا نُہِیَ عَنۡہُ انۡتَہٰی)) (رواہ مسلم)

حضرت عدی بن عمیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ ’’تم میں سے کسی کو اگر ہم کسی کام کے لیے عامل بنائیں اور وہ سوئی برابر یا اس سے زائد کوئی چیز چھپا لے تو یہ حرکت خیانت ہوگی جو وہ قیامت کے دن لے کر آئے گا‘‘۔ ایک سیاہ رنگ انصاری اٹھ کھڑے ہوئے گویا یہ منظر میرے سامنے ہے اور کہنے لگے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ خدمت مجھ سے واپس لے لیجیے! آپؐ نے پوچھا: ’’کیوں، کیا بات ہوئی؟‘‘ وہ کہنے لگا، میں نے سنا ہے کہ آپؐ ایسا ایسا فرماتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ’’وہ تو میں اب بھی کہتا ہوں، کہ ہم کسی کو کسی کام پر اگر عامل بنائیں، تو اسے تھوڑی بہت چیز (چھوٹی بڑی) جو کچھ ملے وہ جوں کی توں لا حاضر کرنی چاہیے۔ اس میں سے جو اسے دیا جائے وہ لے لے، اور جس سے منع کیا جائے اس سے باز رہے۔‘‘

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

27 رمضان تا 4 شوال 1439ھ جلد 27
12 تا 18 جون 2018ء شمارہ 24

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا---------------------(2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

راہِ نجات

2013ء کے انتخابات کے نتیجہ میں قائم ہونے والی قومی اور صوبائی اسمبلیاں اپنی آئینی مدت پوری کر کے تحلیل ہوچکی ہیں۔ پاکستان کی جمہوری تاریخ میں اسمبلیوں نے دوسری مرتبہ اپنی آئینی مدت پوری کی ہے۔اس سے پہلے 2008ء میں وجود میں آنے والی اسمبلیوں نے 2013ء میں اپنی آئینی مدت پوری کی تھی۔ حیرت کی بات ہے کہ پاکستان میں تین مرتبہ منتخب ہونے والے وزیراعظم میاں نواز شریف بار بار کہہ رہے ہیں کہ طالع آزماؤں نے کسی وزیراعظم کو اُس کی آئینی مدت پوری کرنے نہیں دی گئی۔ انہیں معلوم ہی نہیں کہ پاکستان کے آئین میں کسی وزیراعظم کے لیے کوئی آئینی مدت مقرر نہیں کی گئی ہے۔ آئین کے مطابق تو وزیراعظم ایک دن کا بھی ہوسکتا ہے۔ درحقیقت آئینی مدت اسمبلیوں کی ہوتی ہے' چاہے ایک ٹرم میں دس وزیراعظم تبدیل ہو جائیں۔ یہی معاملہ صوبوں کا بھی ہے کہ اُن کی اسمبلی کی مدت بھی آئین مقرر کرتا ہے۔ البتہ صرف حاضر وزیراعظم اور وزیراعلیٰ کو یہ آئینی حق ہے کہ وہ اپنی اسمبلی کو طے شدہ مدت یعنی پانچ سال سے پہلے تحلیل کر دے۔ اگر تحلیل قبل از وقت ہوگی تو 90 دن کے اندر اُس صوبے یا مرکز میں انتخابات کروانے ہوں گے جہاں اسمبلی تحلیل ہوئی ہے اور اگر اسمبلی نے اپنی آئینی مدت پوری کی ہے تو وہاں 60 دن میں انتخابات کروانا آئینی تقاضا ہے۔ بہرحال یہ ایک حقیقت ہے کہ 2013ء سے پہلے کوئی اسمبلی اپنی آئینی مدت پوری نہ کرسکی تھی۔ صدر یا گورنر نے 58IIB کا ہتھوڑا استعمال کر کے اسمبلی قبل از وقت توڑ دی یا کسی فوجی طالع آزما نے مارشل لاء لگا کر زبردستی حکومت پر قبضہ کرلیا۔

حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں جمہوریت ایک مذہب کی صورت اختیار کرچکی ہے۔ عالمی سطح پر یہ عقیدہ کافی حد تک پختہ ہوچکا ہے اور ایک بڑی اکثریت یہ تسلیم کرچکی ہے کہ جمہوریت سے بہتر کوئی طرزِ حکومت نہیں اور یہ سیاسی لحاظ سے End of the History ہے یعنی جمہوریت سے بہتر کوئی طرزِ حکومت ممکن نہیں۔ روس اور چین جیسی حکومتیں بھی جہاں مغربی یورپ اور امریکہ جیسی جمہوریت نہیں ہے وہ بھی اپنا طرزِ حکومت جمہوری قرار دینے پر اصرار کرتے ہیں۔ بہت سے ممالک میں بادشاہوں نے اپنے زیرِ نگرانی جمہوری حکومتیں قائم کرلی ہیں۔ وہاں انتخابات ہوتے ہیں' پارلیمنٹ ہے' وزیراعظم مقرر کیا جاتا ہے' لیکن یہ سب کچھ دکھاوے کا ہے' اصل قوت بادشاہ کے پاس ہوتی ہے۔ وہ وزیراعظم بدلتا رہتا ہے اس لیے کہ حالات کا جبر اُنہیں اپنا چہرہ جمہوری بنانے پر مجبور کرتا ہے۔ مسلمان ممالک بہت کم ہیں جہاں حقیقی جمہوریت قائم ہو۔ مسلمان ممالک میں سے جمہوریت کا سب سے زیادہ شور وغوغا پاکستان میں ہوتا ہے۔

خاص طور پر ہمارے سیاست دان دن رات جمہوریت جمہوریت کرتے رہتے ہیں لیکن نہ اُن کی اپنی جماعتوں میں جمہوریت ہے اور نہ اُن کا طرزِ عمل جمہوری نظر آتا ہے۔ وہ اپوزیشن میں ہوں تو پریس کی آزادی اور انسانی حقوق کی بات کرتے ہیں لیکن جب حکومت میں آتے ہیں تو اس آزادی کو سلب کرنے کے درپے ہو جاتے ہیں۔ ہماری رائے میں ان نقائص کے باوجود اگر پاکستان میں سیاست دانوں اور نام نہاد جمہوری اداروں نے عوام کو کوئی ریلیف دیا ہوتا۔ عوام کی خدمت کی ہوتی، اُن کے حقوق کا تحفظ کیا ہوتا۔ تعلیم صحت اور روزگار کے حوالے سے عوام کی حالت بہتر بنانے کی عملی کوشش کی ہوتی، تو لوگ کہتے کہ پیڑ گننے کی بجائے ہمیں آم کھانے سے غرض تھی جو پوری ہو رہی ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ ہمارے جمہوری حکمران بھی اس انداز میں بات کرتے ہیں کہ عوام کو فلاں سہولت ملنی چاہیے' گرانی اور لوڈشیڈنگ نہیں ہونا چاہیے، ہر شخص کو اپنی دہلیز پر انصاف ملنا چاہیے۔ بھائی ذرا سوچو تو سہی یہ کام کس نے کرنے ہیں؟ حکومت اگر مطالبات کے انداز میں بات کرے گی تو عمل کیا آسمان سے فرشتے اتر کر کریں گے؟

گزشتہ دس سال میں جمہوری حکومتیں عوام کو یہ سب کچھ دینے میں بُری طرح ناکام رہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ پاکستان میں ایک بہت بڑی اکثریت جمہوریت کو فراڈ اور کھاتے پیتے لوگوں کا شغل سمجھنے لگے ہیں۔ اس صورت میں کیا اُنہیں کسی ڈکٹیٹر یا کسی فوجی طالع آزما کو اپنا نجات دہندہ سمجھنا چاہیے' اُس سے تعاون کرنا چاہیے' اُس کا دست و بازو بننا چاہیے۔ ہمارے نزدیک یہ کھائی سے بچ کر کھوہ میں گرنے والی بات ہے۔ پاکستان میں اب تک چار مارشل لاء لگ چکے ہیں۔ سب فوجی ڈکٹیٹروں نے شروع شروع میں بہت اچھا کام کیا۔ صنعتی ترقی ہوئی' معیشت بھی بہتر ہوئی۔ لیکن جانے سے پہلے سب کچھ غتر بود ہو گیا۔ اصل بات یہ ہے کہ فوجیوں کے لیے آنے کا راستہ کھلا ہوتا ہے جانے کا کوئی راستہ نہیں ہوتا۔ لہٰذا وہ دیوار میں نقب لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔ خود بھی ذلیل و خوار ہوتے ہیں عوام کا بھی بھرکس نکل جاتا ہے' کیونکہ غیر حقیقی، غیر قانونی اور غیر آئینی راستہ دوطرفہ تباہی و بربادی کا باعث بن جاتا ہے۔

قصہ کوتاہ تاریخ کا سبق یہ ہے کہ مغربی جمہوریت مسلمان کے مزاج ہی نہیں فطرت سے بھی لگا نہیں کھاتی اور ڈکٹیٹر شپ سے قوم بند گلی میں داخل ہو جاتی ہے۔

پس چہ باید کرد۔ حقیقت یہ ہے کہ اس حوالے سے فیصلہ کرنا جتنا مسلمانانِ پاکستان کے لیے آسان ہے کم از کم کسی اور مسلم ملک کے لیے اتنا آسان نہیں۔ تحریک پاکستان کے دوران عوام، مسلم لیگ اور قائد ایک پیج پر تھے۔ عوام والہانہ انداز میں نعرہ لگا رہے تھے ''پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ''۔ مسلم لیگ پکار پکار کر کہہ رہی تھی مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ (یعنی دوقومی نظریہ کی واضح تشریح کر رہی تھی) اور قائد کہہ رہا تھا پاکستان کا آئین تیرہ سو سال پہلے قرآن پاک کی صورت میں موجود ہے۔ پھر ہم کیا سوچ رہے ہیں، وقت جو لوٹ کر نہیں آتا، اُسے کیوں برباد کر رہے ہیں۔ نظریۂ پاکستان کو عملی تعبیر دینے سے کیوں انکاری ہیں؟ اپنی دنیا اور آخرت برباد کرنے پر کیوں تلے ہیں؟ وہ سیکولر نظام جو دنیا کو خوش کرنے کے لیے ہم نے خود پر مسلط کیا ہوا ہے۔ اگر اُس سے پاکستان ایک ترقی یافتہ، خوشحال ملک بن گیا ہوتا تو اس سے خوش ہونے والے دنیاداروں اور مادہ پرستوں کے پاس کہنے کو کچھ تو ہوتا۔ آج ہم دنیا اور آخرت کے خسارے کا سمبل بنے ہوئے ہیں۔ مقروض اور بدحال قوم بن کر دنیا کے آگے ہاتھ پھیلا رہے ہیں۔ بھوک اور خوف ہم پر مسلط ہو چکا ہے۔ اسلامی اخوت تو قصہ پارینہ ہو چکی۔ اب مذہبی، لسانی اور صوبائی تعصب نے ہمارے ہاتھ ایک دوسرے کی گردنوں تک پہنچا دیئے ہیں اور ایک دوسرے کی عزت تار تار کرنے کا کھیل کھیل رہے ہیں۔

ہم مسلمانانِ پاکستان کو اللہ رب العزت کا واسطہ دے کر عرض کرتے ہیں کہ لوٹ آئیں کہ پانی ابھی سر سے گزرا نہیں۔ دنیوی خداؤں کا دامن جھٹک کر اللہ اور رسولؐ کے دامن سے چمٹ جائیں۔ وہ عادلانہ نظام لائیں جس نے نہ صرف جزیرہ نمائے عرب کی بلکہ دنیا کے ایک بہت بڑے حصے کی کایا پلٹ دی۔ ایک بار پھر وہ وقت آسکتا ہے کہ زکوٰۃ دینے والا پریشان ہو کہ مستحق زکوٰۃ دستیاب نہیں۔ کوئی امیر اور بارسوخ شخص کسی کمزور اور ناتواں کی حق تلفی نہ کر سکے۔ اسلامی جماعتوں کے کارکنوں سے بھی درخواست ہے کہ پاکستان کے لوگ بددیانت قیادت اور بدعنوان جمہوریت سے تنگ اور بے زار ہیں۔ لوہا گرم ہے اور ضرب لگانے کا سنہری موقع ہے۔ وطن عزیز پاکستان کو حقیقی معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بنا کر دنیا اور آخرت میں سرخرو ہو جائیں۔ یہی ہمارے لیے راہِ نجات ہے۔ اللہ تعالیٰ سے خصوصی دعا ہے کہ وہ ہمیں اس جہاد کی توفیق دے اور ہم نظریۂ پاکستان کو عملی تعبیر دینے کے لیے تن من دھن کی بازی لگا دیں۔ آمین یا رب العالمین!

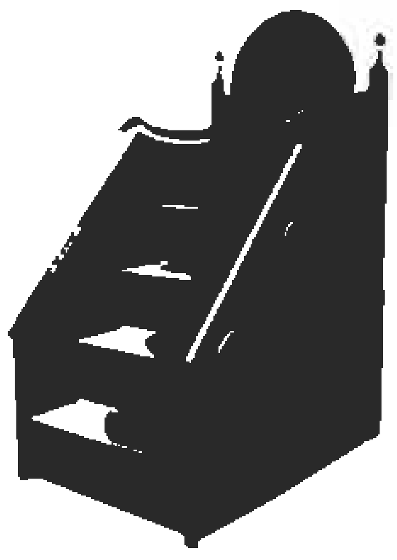

رمضان کا حاصل، لیلۃ القدر اور پاکستان

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے ایک خطاب جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابو ابراہیم

حضرات محترم! رمضان المبارک کے بعد بحیثیتِ مسلمان ہماری کیا ذمہ داریاں ہیں؟ اور چونکہ رمضان، قرآن اور پاکستان کا آپس میں ایک خاص تعلق ہے، اس تعلق کی مناسبت سے بحیثیت پاکستانی ہماری کیا ذمہ داریاں ہیں؟ اس حوالے سے جاننا ہمارے لیے از حد ضروری ہے۔ چنانچہ اسی مناسبت سے آج درج ذیل موضوعات ہمارے زیر مطالعہ ہیں۔

رمضان کا حاصل

قرآن مجید کی جس آیت میں روزے کی فرضیت کا حکم ہے اسی میں روزے کا اصل حاصل بھی بتایا گیا ہے:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾﴾ (البقرہ) ”اے ایمان والو! تم پر بھی روزہ رکھنا فرض کیا گیا ہے جیسے کہ فرض کیا گیا تھا تم سے پہلوں پر تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو جائے۔“

یہ دنیا اصل زندگی نہیں ہے بلکہ یہ تو آزمائش ہے جہاں ہر پل ہر لمحہ انسان کو آزمایا جا رہا ہے۔ اس آزمائش میں وہی لوگ کامیاب ہوں گے جن کے پاس تقویٰ کی دولت ہوگی۔ پھر اس آزمائش کے بعد اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے جہاں کامیابی کا انحصار دنیا کی آزمائش کے نتائج پر ہے۔ یعنی دنیا و آخرت دونوں کی کامیابی کا راز صرف تقویٰ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن بار بار باور کرا رہا ہے کہ آخرت میں کامیابی کی گارنٹی صرف انہیں لوگوں کے لیے ہے جو متقی ہیں۔

﴿اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۱۳۳﴾﴾ (آل عمران)

”وہ تیار کی گئی ہے (اور سنواری گئی ہے) اہل تقویٰ کے لیے۔“

﴿اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا ﴿۳۱﴾﴾ (النبا)

”یقیناً اہل تقویٰ کے لیے کامیابی ہوگی۔“

﴿اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَعِیْمٍ ﴿۱۷﴾﴾ (الطور)

”یقیناً متقی لوگ باغات میں اور نعمتوں میں ہوں گے۔“

انسان کے نفس میں حدود سے تجاوز کرنے کے رجحانات ہیں، گناہ کی طرف میلان ہے، جس کے پاس مواقع ہوتے ہیں وہ داؤ لگانے کی کوشش کرتا ہے، دنیا کی دوڑ میں آگے نکلنے اور دنیا کی لذات حاصل کرنے کے لیے انسان ہر داؤ پیچ کھیلتا ہے۔ لیکن یہ ہوشیاری اور یہ چالاکی اس کی دائمی کامیابی کی ضامن ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اصل کامیابی انہیں کا نصیب ٹھہرے گی جو دنیا میں اپنے نفس کو لگام دے کر رکھیں اور ایسا صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کے دل میں خدا خوفی ہوگی کہ اللہ دیکھ رہا ہے اور میں نے اللہ کے حضور ایک دن حاضر ہونا ہے۔ لہٰذا مجھے گناہوں، حرام اور منکرات سے بچنا ہے۔ یہی اصل میں تقویٰ ہے۔

﴿وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾﴾ (النّٰزعٰت)

”اور جو کوئی ڈرتا رہا اپنے ربّ کے حضور کھڑا ہونے (کے خیال) سے اور اُس نے روکے رکھا اپنے نفس کو خواہشات سے۔“

حشر میں تو سب ڈریں گے۔ دنیا میں رہتے ہوئے جس کو اس کا احساس رہا، ہر کام کرتے ہوئے اسے خیال رہا کہ مجھے اللہ کی عدالت میں کھڑے ہونا ہے اور اس وجہ سے اس نے اپنے نفس کے منہ زور گھوڑے کو لگام دے کر رکھی۔ ایسے لوگ ہی متقی ہیں اور یہی کامیاب ہوں گے۔

﴿فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾﴾

”تو یقیناً اُس کا ٹھکانہ جنت ہی ہے۔“

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے دنیا کی آزمائش میں سرخرو ہو کر آخرت میں دائمی کامیابی کے حقدار بن جائیں چنانچہ اسی مقصد کے تحت اللہ نے انسان میں تقویٰ کے حصول کی ٹریننگ کے لیے، انسان میں ضبط نفس پیدا کرنے کے لیے روزے کی عبادت فرض کی ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے بہت سارے مسلمان روزے کا اہتمام کرتے ہیں اور اللہ کی رضا کی خاطر سارا دن کھانے پینے سے اپنے آپ کو روکے رکھتے ہیں، اپنی بیویوں کے پاس جانے سے رک جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ سب چیزیں عام دنوں میں طیب ہیں، حلال ہیں، پاکیزہ ہیں۔ لیکن اللہ کو اپنے بندے کی تربیت مطلوب ہے۔ اب اس کا لازمی اور منطقی نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ سال کے بقیہ گیارہ مہینے ہم حرام، گناہ، منکرات اور فواحش سے اپنے آپ کو روکے رکھیں۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے اپنے ایک مضمون میں بڑے خوبصورت انداز میں اس بات کو سمجھایا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بندۂ مومن کے لیے دو روزے ہیں۔ ایک روزہ تو وہ ہے جس کو ہم سب جانتے ہی ہیں اور وہ ماہ رمضان میں فرض ہے۔ اس میں صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک پورا مہینہ کھانے پینے اور جنسی خواہشات پورا کرنے پر پابندی ہے۔ ایک ساری زندگی کا روزہ ہے جس کا خاتمہ موت پر ہوگا اور وہ روزہ ہے گناہ، حرام، منکرات اور فواحشات سے بچنا۔ جس طرح روزہ اللہ کا حکم ہے اسی

طرح ان تمام برائیوں سے بچنا بھی اللہ کا مسلسل حکم ہے اور یہ حکم زندگی کی آخری سانس تک برقرار رہے گا۔ چنانچہ رمضان کے بعد ایک روزہ تو ہم پر اب فرض نہیں رہا لیکن دوسرا روزہ آخری سانس تک جاری ہے۔

قرآن مجید میں سورۃ البقرہ کا 23واں رکوع روزے کی حکمت اور احکام پر مشتمل ہے۔ اس کی آخری آیت (188) میں بڑی عجیب بات کہی گئی ہے اور اکثر لوگوں کو سمجھ نہیں آتی کہ اس کا روزے سے تعلق کیا ہے:

﴿وَلَا تَأْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿١٨٨﴾﴾ ’’اور تم اپنے مال آپس میں باطل طریقوں سے ہڑپ نہ کرو اور اس کو ذریعہ نہ بناؤ حکام تک پہنچنے کا تاکہ تم لوگوں کے مال کا کچھ حصہ ہڑپ کر سکو گناہ کے ساتھ اور تم اس کو جانتے بوجھتے کر رہے ہو۔‘‘

یعنی روزے کی عبادت کے بعد اب سب سے بڑا لٹمس ٹسٹ ہے کہ واقعی ہمارے اندر تقویٰ پیدا ہوا ہے کہ نہیں۔ کیا پورا مہینہ تقویٰ حاصل کرنے کی ٹریننگ کے بعد بھی ہم رشوت دے کر کسی کا حق تو نہیں مار رہے، جانتے بوجھتے کسی کے حق کو اپنا حق تو نہیں سمجھ رہے۔ تقویٰ کی پہچان یہیں سے ہوگی۔ یہ نہیں کہ خاص وضع قطع اور خاص لباس سے تقویٰ کا معیار ماپا جائے گا۔

حاصل یہ ہے کہ رمضان میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو ٹریننگ دی ہے اس سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے اب ہم پوری کوشش کریں کہ گناہ، حرام، منکرات اور فواحشات سے بچیں۔ اگر ہم نے اس کی کوشش کی تو پھر رمضان ہمارے لیے پورے سال کے لیے برکت کا باعث بن جائے گا۔ تقویٰ کی بنیاد پر ہی ہم دنیا کی آزمائش میں پورا اُتر سکتے ہیں اور اس کٹھن آزمائش میں کامیابی کے لیے قرآن سے ہدایت بھی ہم اسی صورت میں حاصل کر سکتے ہیں جب ہم میں تقویٰ موجود ہوگا۔

تقویٰ پر ہی دنیا و آخرت کی کامیابی کا دارومدار ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

لیلۃ القدر اور پاکستان

رمضان کے آخری عشرے میں لیلۃ القدر کی مبارک شب بھی آتی ہے۔ پاکستان کے حوالے سے ایک عجیب حقیقت یہ بھی ہے کہ پاکستان کی نعمت بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں رمضان کی ستائیسویں شب کو عطا کی اور قرآن کا نزول بھی لیلۃ القدر کے مبارک لمحات میں ہوا۔ اس لحاظ سے رمضان، قرآن اور پاکستان کا ایک بہت گہرا تعلق ہے۔ قیام پاکستان کے حوالے سے دو حقائق کو جھٹلایا نہیں جا سکتا لیکن ان کو ہم مکمل طور پر نظرانداز کر رہے ہیں۔ ایک یہ کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا۔ یہ پوری دنیا میں واحد اسلامی ملک ہے جو اسلام کے نام پر آزاد ہوا۔ یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ مغربی استعمار سے آزادی کی تحریکیں عرب سمیت پورے عالم اسلام میں چلیں لیکن ہر جگہ یہ تحریک اپنے ملک کی آزادی کے لیے تھی۔ واحد ملک پاکستان ہے جہاں تحریک چلی ہی اس بنیاد پر کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جب تک اس نعرے نے تحریک کی شکل اختیار نہیں کی مسلم لیگ کی کوئی حیثیت ہی نہیں تھی۔ ایک بڑا المیہ یہ ہے کہ ہمیں ہماری تاریخ سے ویسے ہی کاٹ دیا گیا ہے۔ نصاب میں ان تاریخی حقائق کو اس طرح سے اُجاگر ہی نہیں کیا گیا کہ پاکستانی قوم کی نئی نسلوں میں قیام پاکستان کا اصل مقصد واضح ہوتا۔ پڑھایا جاتا ہے کہ مسلم لیگ مسلمانوں کی جماعت تھی اس لیے اس کی عظمت تھی۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مسلم لیگ کی کوئی حیثیت ہی نہیں تھی، شروع میں وہ نوابوں کا ایک ٹولہ تھا۔ جبکہ اس کے مقابلے میں کانگریس ایک بڑی مضبوط سیاسی اور عوامی جماعت تھی۔ جس میں انڈیا کے تمام مکاتب فکر اور تمام مذاہب کی نمائندگی موجود تھی۔ خود قائداعظم سمیت مسلمانوں کے بڑے بڑے لیڈر کانگریس میں تھے۔ لیکن جب پاکستان کا نام سامنے آیا اور پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ کے نعرے برصغیر کی فضاؤں میں گونجنا شروع ہوئے تو مسلم لیگ کو ایک غیبی قوت مل گئی۔ اب وہ ایک سیاسی جماعت کی بجائے

پریس ریلیز 8 جون 2018ء

انتخابی اُمیدواروں کے لیے سپریم کورٹ کی عائد کردہ صادق اور امین ہونے کی شرط قابل صد تحسین ہے

بھارت پاکستانی دریاؤں پر ڈیم بنا کر بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی کر رہا ہے

پاکستان کو ہنگامی بنیادوں پر ڈیم بنانے اور قومی سطح پر مربوط واٹر پالیسی بنانے کی ضرورت ہے

حافظ عاکف سعید

انتخابی اُمیدواروں کے لیے سپریم کورٹ کی عائد کردہ صادق اور امین ہونے کی شرط قابل صد تحسین ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے اپنے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ اُمیدواروں کے لیے ہر طرح کا حلفہ نامہ ختم کرنے کا سابق اسمبلی کا اقدام ملک وقوم کے ساتھ انتہائی ظلم اور ناانصافی پر مبنی اقدام تھا۔ اس سے بددیانت اور بدعنوان افراد کا اسمبلیوں پر قبضہ ہو جاتا۔ قوم اور ملک پہلے ہی طبقہ اشرافیہ کی لوٹ کھسوٹ کا شکار ہیں۔ ان حالات میں پرانے فارم کو تبدیل کرنا حکمران طبقہ کو لوٹ کھسوٹ کی کھلی چھوٹ دینے کے مترادف تھا۔ لیکن شکر ہے کہ سپریم کورٹ کی برموقع مداخلت نے ملک وقوم کو مزید تباہی سے بچا لیا۔ انہوں نے کہا کہ انتخابی اُمیدواروں کے لیے ایسی شرائط لازمی ہونی چاہییں جو انہیں کڑے احتساب کا ہر وقت احساس دلائے رکھے۔ انہوں نے بھارت کی پاکستان پر آبی جارحیت کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ بھارت سندھ طاس معاہدوں سمیت تمام بین الاقوامی ضابطوں کی خلاف ورزی کا مرتکب ہو رہا ہے جو کہ انسانیت کے خلاف ایک سنگین جرم ہے۔ انہوں نے کہا کہ کشن گنگا اور دیگر ڈیم بنا کر پاکستان کی سلامتی پر حملہ کیا گیا ہے جس کے خلاف پاکستان کو پوری دنیا میں بھرپور آواز اُٹھانی چاہیے اور اپنے تمام تر سفارتی اور حکومتی وسائل بروئے کار لا کر بھارت کے عزائم ناکام بنانا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کو ہنگامی بنیادوں پر ڈیم بنانے اور قومی سطح پر مربوط واٹر پالیسی بنانے کی ضرورت ہے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی)

ایک تحریک تھی۔ قائداعظم جو حالات سے مایوس ہو کر لندن چلے گئے تھے علامہ اقبال کی سفارش پر واپس آئے اور مسلم لیگ کی قیادت کی۔ حقیقت یہ ہے کہ برصغیر میں ہندوؤں کی اکثریت تھی اور مسلمان اقلیت میں تھے، اکثریتی جماعت کانگریس بھی پاکستان کی مخالف تھی، گاندھی نے نعرہ لگایا تھا کہ پاکستان میری لاش پر بنے گا اور انگریز بھی مسلمانوں کے مخالف اور ہندوؤں پر مہربان تھے۔ ساری قوت اور اقتدار بھی انگریزوں کے پاس تھا۔ بظاہر کوئی امکان نہیں تھا کہ پاکستان بن جاتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی غیبی تدبیر تھی۔ کیونکہ دوہری غلامی میں جکڑے مسلمانوں نے رو رو کر اللہ سے التجائیں کی تھیں کہ پروردگار! تو ہمیں آزاد خطہ عطا فرما دے۔ ہم تیرے اس ملک میں تیرا دین قائم کریں گے۔ قائداعظم کے بیسیوں ایسے بیانات ہیں جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مقصد کیا تھا۔ پوچھا گیا کہ آپ جو پاکستان بنانے چلے ہیں اس کا آئین کیا ہوگا۔ فرمایا: ''13 سو سال پہلے سے طے ہے کہ ہمارا آئین قرآن ہے''۔ آئین سٹیٹ کے معاملات سے بحث کرتا ہے۔ اس کا واضح مطلب تھا کہ سٹیٹ کے معاملات قرآن کے مطابق چلیں گے اور یہی دین کا اصل تقاضا ہے۔ لیکن نصاب میں تاریخ کے اصل پہلوؤں کو اُجاگر نہ کرنے کا نتیجہ ہے کہ آج عام تصور یہ بن چکا ہے کہ پاکستان مسلمانوں کی مذہبی آزادی کے لیے بنا ہے ریاستی نظام تو پیش نظر ہی نہیں تھا۔ جبکہ قائداعظم کے بیسیوں بیانات ایسے ہیں جو بتا رہے ہیں کہ ان کے نزدیک اصل مقصد اسلامی نظام تھا۔ اس کا اعتراف خود قائداعظم نے اپنے بالکل آخری لمحات میں بھی کیا تھا۔ قائداعظم کے بالکل آخری دور میں جب وہ بستر مرگ پر تھے اور ٹی بی سے متعلقہ دوسرے عوارض بھی انہیں لاحق ہو چکے تھے تو ان کی دیکھ بھال کے لیے ڈاکٹروں کی پوری ٹیم ان کے ساتھ ہوتی تھی۔ اس ٹیم میں ڈاکٹر ریاض علی شاہ بھی شامل تھے۔ انہوں نے اپنی یادداشتوں (جنہیں بعض اخبارات نے بھی شائع کیا تھا) میں لکھا ہے کہ ایک روز ہم نے محسوس کیا کہ قائداعظم کچھ کہنا چاہ رہے ہیں۔ ٹی بی کا افیکٹ اتنا گہرا ہو چکا تھا کہ بات بھی کرتے تھے تو ہانپ جاتے تھے اور یہ صورتحال ان کے لیے بڑی خطرناک ہو سکتی تھی۔ اس لیے ہم نے انہیں بات کرنے سے منع کیا ہوا تھا۔ ڈاکٹرز نے مشورہ کیا کہ جو کہنا چاہتے ہیں اس کا موقع دینا چاہیے ورنہ اس کا بھی منفی اثر پڑے گا۔ لہٰذا سب نے کان لگا کر سننے کی کوشش کی۔ پہلی بات انہوں نے یہ کی کہ جب مجھے احساس ہوتا ہے کہ پاکستان بن گیا تو آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ مجھے کتنی خوشی اور روح کو اطمینان ہوتا ہے لیکن ساتھ ہی انہوں نے کہا کہ یہ اللہ کی تائید اور رسول خدا کے فیضان کے بغیر ممکن ہی نہیں تھا۔ اگلے الفاظ پاکستان کے اصل مستقبل کے حوالے سے بہت زیادہ اہم ہیں جو یہ تھے ''اب مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ یہاں پر خلافت راشدہ کا نظام قائم کریں''۔

تنظیم اسلامی نے سود کے حوالے سے تحریک چلائی تھی جس میں ہم نے قائداعظم کی اس Statemnet کو عام کیا تھا جو یکم جولائی 1948ء کو سٹیٹ بینک آف پاکستان پشاور برانچ کی عمارت کے افتتاح کے موقع پر قائداعظم کی تقریر کا حصہ تھی:

''مغرب کے معاشی نظام نے انسانیت کے لیے لاینحل مسائل پیدا کر دیئے ہیں۔ ہمیں دنیا کے سامنے ایک مثالی معاشی نظام پیش کرنا ہے جو انسانی مساوات اور معاشرتی انصاف کے سچے اسلامی تصورات پر قائم ہو۔''

اسلامی تعلیمات کے مطابق معاشی نظام یہ نہیں ہے کہ محض نصابی کتب (اسلامیات) میں لکھ دیا جائے کہ سود حرام ہے اور عملاً سارا معاشی نظام سود کی بنیاد پر ہو۔ نہیں۔ بلکہ قائداعظم کے نزدیک پاکستان کا معاشی، سیاسی اور معاشرتی نظام اسلامی تعلیمات کے مطابق قائم کرنا مقصد تھا۔ ورنہ انگریز کے دور میں بھی نماز پڑھنے کی پابندی نہیں تھی۔ اس وقت بھی مسجدوں میں اذانیں ہوتی تھیں اور آج بھی انڈیا میں اذانیں ہوتی ہیں اور ذاتی طور پر کوئی نیک بننا چاہے تو کوئی روک نہیں سکتا۔ لیکن اصل مسئلہ تو اجتماعی نظام یعنی ریاستی نظام کا تھا اور قائداعظم کا فرمان بالکل واضح تھا کہ پاکستان کا نظام خلافت راشدہ کی عملی تعبیر ہوگا۔ جب ہندوستان ایک وحدت تھا تو مسلمان اقلیت میں تھے اور ہندو عددی اعتبار سے غالب تھے۔ اب پاکستان کو الگ خطہ مل گیا اور یہاں 96 فیصد مسلمان ہیں۔ یوں کہنا چاہیے کہ سو فیصد مسلمانوں کا ملک ہے۔ اب کیا رکاوٹ ہے؟ اب تو مسلمان اپنا آئیڈیل نظام قائم کریں اور یہی ان کی ذمہ داری بنتی ہے۔ لیکن آج ہماری ڈھٹائی کا عالم یہ ہے کہ جیسے نصف النہار پر سورج ہو اور ہم کہیں کہ ہم نہیں مانتے کہ سورج نکلا ہوا ہے۔ ہمارے دانشور ڈھٹائی سے انکار کر رہے ہیں کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہی نہیں ہے اور نہ اس کا اسلام سے کوئی تعلق ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ ہم یہ کیوں نہیں سوچتے کہ آج پاکستان مسائلستان کیوں بنا ہوا ہے۔ ہر طرح کی قدرتی دولت، علاقائی ٹریوین، ہر طرح کے موسم، ہر طرح کی فصلیں، پھل اور سبزیاں اور ہر وہ نعمت جو ساری کی ساری شاید کسی ایک ملک کو بھی میسر نہیں اللہ نے ہمیں دی ہوئی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ہر طرح کے بحران سے ہم دوچار ہیں، جمہوریت جمہوریت کرتے کرتے جمہوریت کے پرخچے اُڑا دیئے گئے۔ اسمبلی میں بیٹھ کر 21ویں ترمیم کے ذریعے بنیادی حقوق سلب کر لیے گئے کہ چھ چھ مہینے بے گناہ شہریوں کو غائب کر دیا جائے، ان کے گھر والے ان کی تلاش میں پاگل ہوئے پھرتے رہیں۔ پھر دہشت گردی کا کہیں بھی دنیا میں کوئی معاملہ ہو تو الزام پاکستان پر آتا ہے۔ ذلت وخواری پاکستان کے حصے میں ہے، پوری طرح محکوم ہم ہیں، سیاسی اعتبار سے امریکہ کے غلام، معاشی اعتبار سے آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے غلام۔ اسی قوم نے مل کر پاکستان بنایا تھا اور ناممکن کو ممکن کر دیا تھا اور آج یہی قوم مختلف بنیادوں پر ایک دوسرے سے برسرپیکار ہے اور اللہ کی طرف سے بھوک اور خوف کا عذاب اس قوم پر مسلط ہے۔ دنیا ہمیں Failed Nation لکھتی ہے۔ جبکہ اللہ کا وعدہ تھا کہ

﴿وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾

''اور تم ہی سربلند ہوگے اگر تم مومن ہوئے۔''

اللہ کی زمین پر کسی مومن کو موقع ملے اور وہ وہاں دین قائم نہ کرے اور شیطانی نظام کو برقرار رکھے تو وہ کیسا مومن ہے؟ وہ تو اسلام کے نام پر دھبہ ہے۔ ہجری تقویم کے مطابق اس 27ویں رمضان کو پاکستان کو بنے 73 سال پورے ہو گئے۔ آج بھی اس ملک میں وہی نظام چل رہا ہے جو انگریز نے بنایا تھا اور جو قدم قدم پر اسلام کے خلاف ہے۔ لہٰذا یہ جتنے عذاب ہم پر مسلط ہیں ان سے نجات ناممکن ہے جب تک کہ ہم سچے مسلمان نہ بنیں اور جس وعدے پر اللہ سے یہ ملک حاصل کیا تھا، اس وعدے کو پورا نہ کریں۔ یہ طے شدہ بات ہے۔ ہم اللہ سے کیا ہوا اپنا وعدہ بھول گئے لیکن یہ مت بھولیں کہ اللہ اپنی سنت کو کبھی نہیں بھولتا۔ بحیثیت مسلمان ہم پر اللہ کے فیصلے لاگو ہیں۔ پاکستان کے قیام کا فیصلہ رمضان کی 27ویں شب کو ہوا اور یہ چیز بھی indicate کر رہی ہے کہ اللہ کے نزدیک پاکستان کا قرآن اور اسلام کے ساتھ خاص تعلق ہے۔ چنانچہ اس کا مستقبل وابستہ ہی اسلام سے ہے۔ اگر اس ملک میں اللہ کا دین قائم ہو جائے تو پھر یہ ملک پوری دنیا کے لیے روشنی کا مینار بن سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اور ہمارے راہنماؤں کو بھی اس رستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

سیاسیاتِ حاضرہ 4

14 داغم از رسوائی ایں کارواں
در امیر او ندیدم نورِ جاں

مجھے اُمت مُسلمہ کے (مغربی استعمار کے ہاتھوں) غلام ہونے کا دکھ ہے (اس کا سبب) میں دیکھتا ہوں کہ اس اُمت کے لیڈروں (سیاسی رہنماؤں) کے سینے میں ضمیر کی روشنی (بھی) نہیں ہے (جو مسلمانوں کو اس ذلت سے نکال سکے

15 تن پرست و جاہ مست و کم نگہ
اندرونش بے نصیب از لا اِلہ

آج مسلمانوں کی صف اوّل کی قیادت جسم کی غلام، مرتبے کی طالب اور(اپنے اور اُمّت مسلمہ کے) مستقبل میں دیکھنے کی صلاحیّتوں سے عاری ہے اس لیے کہ اس کا ضمیر 'لا اِلٰہ اِلا اللّٰہ' سے خالی ہے

16 در حرم زاد و کلیسا را مرید!
پردۂ ناموسِ ما را بردرید

یہ قیادت حرم (مسلمانوں) میں پیدا ہوئی اور کلیسا (مغربی سیکولرزم) کی مرید (علمبردار) ہے اس نے اسلام کی عزت کا پردہ چاک کردیا ہے

17 دامن او را گرفتن ابلہی است
سینۂ او از دلِ روشن تہی است

ایسی قیادت کے پیچھے چلنا اور کہا ماننا (پرلے درجے کی) بیوقوفی ہے اس لئے کہ اس قیادت کا باطن دلِ روشن (روشن ضمیری) سے عاری ہے

18 اندریں رہ تکیہ بر خود کن کہ مرد
صید آہو با سگ کورے نکرد

اس (مغربی اور امریکی غلامی سے نکلنے کے) راستے پر مسلمانوں کو خود پر بھروسا کرنا چاہیے (اور اپنی اندھی قیادت سے دُور رہنا چاہیے) اس لیے کہ کوئی شخص اندھے کُتّے کے ساتھ ہرن کا شکار (اعلیٰ قومی اور ملّی مقاصد کا حصول) نہیں کرسکتا۔

14۔ اے برطانوی ہند کے مسلمانو! مجھے دکھ اسی بات کا ہے کہ مسلمان یہاں غلام ہیں اور ذلت و پستی کا شکار ہیں۔ کیا اچھا ہوتا کہ مسلمانوں کی لیڈر شپ بیدار ہوتی اور وہ قوم کو اس منحوس برطانوی استعمار کے تاریک غار سے آزادی کی طرف مائل کرتی۔ مگر بے حد افسوس ہے کہ اس قوم کی نام نہاد قیادت (سیاسی رہنما) بے ضمیر ہے اور ان کے سینے میں ضمیر کی روشنی نہیں ہے جو مسلمانوں کو اس غلامی کی ذِلت سے نکال سکے۔

15۔ آج کے مسلمانوں کی صف اوّل کی قیادت اسلام کی برکات اور مسلمانوں کے شاندار ماضی اور تابناک مستقبل سے بے بہرہ ہے۔ وہ جسم کی غلام، مرتبے کی طالب اور مستقبل بینی سے عاری ہے اس لیے کہ اس کا ضمیر 'لا اِلٰہ اِلا اللّٰہ' کے نور اور ایمان سے خالی ہے ان کی مساعی کا رُخ کچھ اور ہے اور اُمت کا اجتماعی مفاد کسی اور بات میں ہے۔

16۔ مسلمانوں کی موجودہ قیادت مسلمانوں میں پیدا ہوئی اس کا تعلق اور جذباتی لگاؤ حرم سے ہونا چاہیے تھا مگر یہ طبقہ مغربی نظامِ تعلیم سے پڑھ کر مغربی ذہن لے کر سامنے آیا ہے اور کلیسا و سیکولرازم کا مُرید ہے یہ دشمن کا ایجنٹ ہے اور اس نے (اپنے طرزِ عمل سے) اسلام کی عزّت کا پردہ چاک کر دیا ہے اور مسلمانوں کا مستقبل تاریک کر دیا ہے۔

17۔ ان حالات میں کہ مسلمان سارے روئے ارض پر مغربی غاصب منحوس استعمار کی غلامی میں جکڑے ہوئے ہیں عالم اسلام کے مسلمانوں کو ایسی اندھی (سیکولر اور روشن خیال) قیادت پر اعتماد کرنا سراسر بے وقوفی ہے اور اس قیادت سے مسلمانوں کے بہتر مستقبل اور اسلامی نظریاتی اَہداف کے حصول کے لیے توقعات فضول ہیں۔ اس لیے کہ اس قیادت کا سینہ 'روشن ضمیری' اور 'زندہ دلی' سے خالی ہے۔

18۔ ان حالات میں (ایک صدی پہلے بھی یہی حالت تھی اور آج بھی عالم اسلام کی مجموعی حالت یہی ہے) اے مردِ مسلمان! جاگو اور اپنی اجتماعی نظریاتی قوتِ ایمانی پر بھروسا کرو اور اللہ کے دین سے وابستہ ہو کر آزادی کے حصول کے لیے کمربستہ ہو جاؤ۔ اس لیے کہ اس اندھی قیادت کے ساتھ اعلیٰ اسلامی اہداف کا حصول اندھے کتّے سے ہرن کا شکار کرنے کی کوشش کرنا ہے (جو بالکل ناممکن ہے)۔

خلافت بر مقامِ ما گواہی است
حرام است آنچہ بر ما پادشاہی است
ملوکیّت* ہمہ مکر است و نیرنگ
خلافت حفظِ ناموسِ الٰہی است!
علامہ اقبال

* حق حکمرانی کا ایک خاندان میں رہنا

عیدالفطر: شکرانے کا دن

ابوعبداللہ

عید کا لفظ ''عود'' سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں ''بار بار'' آنا۔ چنانچہ اس دن کو عید اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ دن بار بار یعنی ہر برس آتا ہے۔ ''الفطر'' کے معنی روزہ کھولنے کے ہیں۔ اس لحاظ سے عید الفطر اس عید کو کہتے ہیں جو فرزندانِ توحید رمضان المبارک کے روزے کا فرض ادا کرنے کی خوشی میں شوال کی پہلی تاریخ کو مناتے ہیں۔ گویا عید الفطر روزوں کی بخیر و خوبی تکمیل کی تقریب مسرت ہے۔ سیماب اکبر آبادی نے عید کے بارے میں کیا خوب کہا ہے۔

ہنستی ہوئی صبح روزِ عید آئی ہے
لے کے نئے جذبات سعید آئی ہے
یہ خوشخبری روزہ داروں کے لیے
روزے جو گئے ان کی رسید آئی ہے

انسانی تاریخ کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ ہر قوم کے ہاں سال میں کچھ ایسے دن ملتے ہیں جو ان کے لیے مسرت و شادمانی کے دن ہوتے ہیں۔ ہر قوم اپنی عید کے لیے پہلے ہی سے تیاری کرتی ہے۔ اور پھر ان عید کے دنوں کو خاص اہتمام کے ساتھ مناتی ہے۔ یہودی دس محرم کو ''پشاخ'' مناتے ہیں۔ اس کے علاوہ ''شودس''، ''یوم کیوذ'' اور ''سکوت'' وغیرہ اُن کے خوشی کے دن ہیں۔ عیسائیوں کے ہاں ''کرسمس'' (میلادِ مسیح) اور ''ایسٹر'' جشن کے ایام کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہندوؤں کے ہاں بسنت، لوہڑی، اور ہولی ایامِ خوشی کی حیثیت رکھتے ہیں۔

حدیث میں عید کے دنوں کو ایامِ اکل و شرب یعنی کھانے پینے کے دنوں سے یاد کیا جاتا ہے۔ عید سے مراد وہ دن ہے جس میں مسرت و شادمانی حاصل ہو۔

قرآن مجید میں عید کا ان الفاظ میں ذکر ہے:

﴿رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا﴾ (المائدہ: 114)

''اے ہمارے پروردگار! ہم پر آسمان سے خوان نازل فرما کہ ہمارے لیے وہ (دن) عید (خوشی) قرار پائے۔''

نبی کریم ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو اہل مدینہ کو سال کے دو دنوں میں (لہو ولعب) خوشیاں مناتے دیکھا۔ پوچھا: یہ کیسے دن ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ زمانہ جاہلیت میں ہم ان دو دنوں میں کھیل تماشا کرتے تھے۔ ارشاد ہوا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ان سے بہتر دو دن مقرر فرما دیے ہیں۔ ایک عید الاضحیٰ اور دوسرا عید الفطر (ان دنوں میں تم اللہ تعالیٰ کی کبریائی و عظمت بیان کر کے دلوں کو سکون دو اور آپس میں میل ملاقات اور ایک دوسرے کو تحفے تحائف سے خوشیاں حاصل کرو) (رواہ ابوداؤد)

مسلمانوں اور غیر مسلموں کے تہواروں میں بنیادی فرق یہ ہے کہ غیر مسلم عید منانے کے لیے ہر قسم کے دنیاوی ساز و سامان، شراب و کباب، نغمہ و سرود، عیش و عشرت سے دل کو عارضی سکون پہنچاتے ہیں اور اس دن اپنے آپ کو تمام اخلاقی اور مذہبی پابندیوں سے آزاد سمجھتے ہیں۔ جب کہ مسلمان اس کے برعکس ہر جشن اور خوشی اپنے مولا و مالک کی رضا اور سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے مناتے ہیں۔ مسلمانوں کے لیے عید کا دن اللہ کے اس عظیم احسان پر کہ انہیں اسلام جیسا دین اور قرآن جیسی کتاب ملی اور ملّتِ ابراہیمی کا پیروکار اور امام الانبیاء کے اُمتی ہونے کا شرف ملا، شکرانے کا دن ہے۔ چنانچہ وہ نماز عید ادا کر کے اجتماعی طور پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اور اس کے دین کو سربلند رکھنے کا عہد کرتے ہیں۔

عید الفطر کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہلِ ایمان کے لیے عام بخشش کا اعلان ہوتا ہے۔ مسلمان ماہِ رمضان میں پورا مہینہ روزے رکھ کر، نماز تراویح ادا کر کے اور اللہ کے گھروں میں اعتکاف بیٹھ کر اللہ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اپنے خالق و مالک کو خوش کرنے کی جدوجہد کرتے ہیں، پورے تیس دن عبادت میں گزار کر یکم شوال کو اللہ کے سامنے اکٹھے ہوتے ہیں، عبادتوں کی قبولیت کی دعا کرتے ہیں، اپنی کوتاہیوں پر ندامت کا اظہار کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف کر کے ان پر انعامات کی بارش فرماتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ رمضان میں ہر روز افطار کے وقت ایسے دس لاکھ گناہ گاروں کو جہنم سے خلاصی مرحمت فرماتے ہیں جو (اپنی سیاہ کاریوں کی وجہ سے) جہنم کے مستحق ہو چکے تھے۔ پھر جب رمضان کا آخری دن آتا ہے، اس دن اللہ پورے رمضان میں جتنے لوگوں کو معافی مل چکی ہوتی ہے، اتنے ہی گناہ گاروں کو معاف کر دیتا ہے۔ جب عید الفطر کی رات ہوتی ہے تو اس کا نام (آسمانوں پر) لیلۃ الجائزۃ (انعام کی رات) سے لیا جاتا ہے اور جب عید کی صبح ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ فرشتوں کو (مسلمانوں کے) تمام شہروں میں بھیج دیتے ہیں۔ وہ زمین پر اُتر کر تمام گلیوں اور راستوں کے سروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایسی آواز سے پکارتے ہیں جس کو جن اور انسان کے سوا ساری مخلوق سن سکتی ہے۔ محمد ﷺ کی اُمت کے لوگو! اپنے گھروں سے نکلو اور اس رب کے سامنے حاضر ہو جاؤ جو بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے اور بڑے سے بڑے گناہ کو معاف کر دینے والا ہے۔ پھر جب لوگ عید گاہ میں حاضر ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتے ہیں اس بندۂ مزدور کا کیا حق بنتا ہے جو اپنا کام پورا کر لے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں، یا اللہ اس کا حق یہ بنتا ہے کہ اسے اس کی مزدوری پوری پوری دے دی جائے۔ باری تعالیٰ فرماتے ہیں: فرشتو! گواہ رہنا میں نے ان بندوں کو رمضان کے روزوں اور تراویح کے بدلے میں اپنی رضا و مغفرت عطا کر دی۔ اور پھر اللہ تعالیٰ (اپنے بندوں سے) فرماتے ہیں، اے میرے بندو! مجھ سے مانگو۔ مجھے میری عزت و جلال کی قسم، آج کے اس اجتماع میں تم اپنی آخرت کے لیے جو کچھ مانگو گے عطا کروں گا اور دنیا کے بارے میں جو سوال کرو گے، اس میں تمہاری مصلحت کو مدنظر رکھ کر پورا کروں گا۔ میری عزت کی قسم کہ جب تک تم میرا خیال رکھو گے میں تمہاری لغزشوں کو معاف کرتا رہوں گا۔ مجھے میری عزت و جلال کی قسم میں کفار کے سامنے تمہیں رسوا نہیں کروں گا۔ اب بخشے بخشائے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔ تم نے مجھے راضی کر دیا اور میں تم سے راضی ہو گیا۔'' (رواہ البیہقی)

ایک اور حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بیدار رہا عیدین کی دونوں راتوں میں طلب ثواب کے لیے اس کا دل نہ مرے گا، اُس دن جس دن سب دل مُردہ ہوں گے۔'' (رواہ ابن ماجہ)

عید الفطر تشکر اور خوشی کا دن ہے۔ اس لیے اس دن اچھا کھانا پکانے اور اچھا لباس پہننے اور غرباء و مساکین کی امداد کرنے کا حکم ہے۔ عید کے دن صاحب نصاب صدقہ فطر

بھی ادا کریں جو اُن پر واجب ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ صدقہ فطر روزوں کو لغو اور گندی باتوں سے پاک کرنے کے لیے اور مسکینوں کی روزی کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ (یاد رہے صدقہ فطر نماز عید سے پہلے ادا کر دیا جانا چاہیے) (رواہ ابوداؤد)

ایک مرتبہ عید کے دن آپؐ گھر سے مسجد کی طرف جا رہے تھے۔ راستے میں ایک جگہ کچھ بچوں کو کھیلتے دیکھا جو نئے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ بچوں نے سلام کیا تو آپؐ نے جواب دیا۔ کچھ آگے تشریف لے گئے تو وہاں ایک بچے کو اُداس بیٹھے دیکھا۔ آپؐ اس کے قریب رُک گئے اور پوچھا تمہیں کیا ہوا کہ اداس اور پریشان نظر آ رہے ہو؟ اس نے روتے ہوئے کہا کہ اے اللہ کے محبوبؐ، میں یتیم ہوں، میرا باپ نہیں ہے جو میرے لیے کپڑے لا دیتا، میری ماں نہیں ہے جو مجھے نہلا کر نئے کپڑے پہنا دیتی۔ اس لیے میں یہاں اکیلا اداس بیٹھا ہوں۔ آپؐ اسے لے کر اپنے گھر تشریف لے گئے اور ام المومنین حضرت عائشہ ؓ سے فرمایا: اس بچے کو نہلا دو' اتنے میں آپؐ نے اپنی مبارک چادر کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ کپڑے کا ایک ٹکڑا اسے تہبند کی طرح باندھ دیا اور دوسرا اس کے بدن پر لپیٹ دیا گیا۔ پھر اس کے سر پر تیل لگا کر کنگھی کی گئی۔ جب وہ بچہ تیار ہو کر آپؐ کے ساتھ چلنے لگا تو آپؐ نے نیچے بیٹھ کر اسے اپنے کندھے پر بٹھا لیا۔ گلی میں کھیلتے بچوں نے جب یہ منظر دیکھا تو وہ حسرت سے کہنے لگے، کاش! ہم بھی یتیم ہوتے؟ آج ہمیں بھی آپؐ کے کندھوں پر سوار ہونے کا شرف نصیب ہوتا۔ جب مسجد میں تشریف لا کر منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو وہ بچہ نیچے بیٹھنے لگا۔ آپؐ نے اُس سے فرمایا: آج تم زمین پر نہیں بیٹھو گے۔ آپؐ نے بچے کو اپنے ساتھ منبر پر بٹھایا اور پھر اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: ''جو شخص یتیم کی کفالت کرے گا اور محبت و شفقت سے اس کی سر پر ہاتھ پھیرے گا، اس کے ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے، اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں اتنی ہی نیکیاں لکھ دے گا''۔ مزید فرمایا: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس کو مصیبت کے وقت تنہا نہیں چھوڑتا۔ جو شخص اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے۔ جو شخص کسی مسلمان کی مشکل دور کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے قیامت میں اسے سختی سے دور فرمائے گا۔''

ہمیں بھی چاہیے کہ خوشی کے ان لمحات میں اپنے اڑوس پڑوس میں غریبوں، بیواؤں، ناداروں اور یتیموں کو اپنی خوشی میں شامل کریں۔ انہی حقوق کی رعایت و پاسداری کو مثالی معاشرت کہتے ہیں۔

عید کے دن کی سنتیں

عید کے دن کی تیرہ سنتیں ہیں:

1۔ صبح کو بہت جلد اٹھنا
2۔ شرع کے مطابق اپنی آرائش کرنا
3۔ غسل کرنا
4۔ مسواک کرنا
5۔ حسب استطاعت عمدہ کپڑے پہننا (نئے کپڑے ضروری نہیں، موجود کپڑوں میں جو اچھے ہوں)
6۔ خوشبو لگانا
7۔ عیدگاہ جلدی جانا
8۔ عیدگاہ جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھانا
9۔ عیدگاہ جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا
10۔ عید کی نماز عیدگاہ میں پڑھنا۔
11۔ ایک راستہ سے عیدگاہ جانا اور دوسرے راستہ سے واپس آنا۔
12۔ عیدگاہ جاتے ہوئے راستہ میں آہستہ آہستہ "اللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، لا إلہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر و للّٰہ الحمد" کہتے ہوئے جانا۔
13۔ سواری کے بغیر پیدل عیدگاہ جانا (نور الایضاح)

عید الفطر کے تقاضے

رمضان المبارک کا مہینہ انسان کے تزکیہ نفس کا مہینہ ہے۔ رمضان میں ہم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہوئے صبح سے لے کر شام تک اپنا منہ بند رکھتے ہیں اور اپنی آنکھیں، کان اور دماغ کو لغو باتوں سے دُور رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ گویا رمضان کا مہینہ ایک ریفریشر کورس کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر کوئی اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ کے دیئے گئے احکامات کی پیروی کرتا ہے اور حقیقی معنوں میں روزہ رکھنے کا حق ادا کرتا ہے، وہ عید کی حقیقی خوشیوں کا حقدار ہے۔ اللہ نے ہمیں رمضان کی صورت میں ریفریشر کورس کروا کر ہم پر احسان کیا۔ اور رمضان کے روزے رکھنے کی توفیق دی اور عید الفطر کی شکل میں ہمیں خوشی کا دن نصیب کیا۔

ہم نے اگر عید کا مقصد فقط نئے کپڑے پہننا، ملنا جلنا، عیاشی کرنا، فضول خرچی کرنا اور آوارہ گردی کرنا بنا لیا ہے تو یہ مسلمانوں کی عید الفطر نہیں بلکہ غیر مسلموں جیسا کوئی تہوار ہوگا۔ جس طرح غیر مسلموں کے ہاں مذہبی تہوار کو محض دُنیاوی لذتوں کا حصول اور اس دن اپنے آپ کو تمام اخلاقی اور مذہبی پابندیوں سے اپنے آپ کو آزاد سمجھنا ہوتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ایک مناسب حد تک عید کے دن خوشی کے اظہار کی بھی اجازت دی ہے بشرطیکہ اس میں کسی گناہ کا ارتکاب نہ ہو۔ بخاری شریف کی ایک حدیث کا مفہوم ہے۔ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ ان کے پاس عید کے دن انصار کی بچیاں دف بجا کر کچھ اشعار گا رہی تھیں کہ نبی اکرم ﷺ تشریف لے آئے لیکن آپؐ نے انہیں منع نہیں فرمایا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ؓ تشریف لائے اور انہوں نے ان بچیوں کو منع کیا تو آپؐ نے فرمایا، اے ابوبکرؓ انہیں گانے دو، ہر قوم کا ایک عید کا دن ہوتا ہے اور آج ہماری عید ہے۔ اس طرح عید کے دن کچھ حبشی ڈھالوں اور برچھیوں سے کھیل رہے تھے، تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی، یا آپؐ نے خود فرمایا: ''کیا تو تماشہ دیکھنا چاہتی ہے؟ تو میں نے کہا ہاں! تو آپؐ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کیا میرا منہ آپ ﷺ کے کان مبارک کے قریب تھا، آپؐ نے فرمایا کہ اے بنی ارفدہ (حبشیوں کا لقب)! کھیلو کھیلو، یہاں تک کہ جب میں اُکتا گئی تو آپؐ نے فرمایا بس؟ تو میں نے کہا جی ہاں! آپؐ نے فرمایا تو چلی جا۔''

اگر ہم عید کے دن اپنا احتساب کریں تو معلوم ہوگا کہ ہم میں سے اکثر نوجوان عید کے دن ایسی سرگرمیوں میں مشغول ہوتے ہیں گویا رمضان المبارک کے خاتمے پر انہوں نے سکھ کا سانس لیا ہے۔ اور غیر مسلموں کو یہ دکھاتے ہیں گویا ہم رمضان المبارک کی قید سے آزاد ہو گئے ہیں۔ حقیقی مسلمان تو عید الفطر کی خوشی کے ساتھ ساتھ رمضان المبارک کے خاتمہ پر کسی قدر غم کا اظہار کرتا ہے کہ آج وہ ماہِ مبارک اختتام پذیر ہوا جس میں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں برستی تھیں۔ ایک نیکی کا ثواب سات سو گنا تک عطا فرماتا تھا۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ رمضان المبارک کے بعد بھی گیارہ مہینے اپنے ان معمولات کو جاری رکھیں اور اپنے پروردگار کو راضی رکھیں۔

عید کے دن نبی کریم ﷺ کی دعا

''اے اللہ! ہم آپ سے پاک صاف زندگی اور ایسی ہی عمدہ موت طلب کرتے ہیں۔ خدایا ہمارا لوٹنا (عید کی نماز سے) رسوائی اور فضیحتی کا نہ ہو۔ خدایا ہمیں اچانک ہلاک نہ کرنا اور نہ اچانک پکڑنا اور نہ ایسا کرنا کہ ہم حق ادا کرنے اور وصیت کرنے سے بھی رہ جائیں۔ خدایا! ہم تجھ سے حرام اور سوال سے بچنے، غنا، بقا، ہدایت اور دین و دنیا میں انجام کی بہتری طلب کرتے ہیں اور ہم تیری پناہ چاہتے ہیں، شک سے، نفاق سے یعنی انتشار اور جدا جدا ہونے سے، دین کے کاموں میں ریاکاری اور دکھاوے سے۔ اے دلوں کو پھیرنے والے ہمارے دل ہدایت کے بعد ٹیڑھے نہ کرنا اور ہمیں اپنی خاص رحمت عطا فرمانا، بے شک تو بہت کچھ دینے والا ہے۔'' (رواہ طبرانی)

اسد درانی کی کتاب سے انڈیا نے ایک تیر سے دو شکار کرنے کی کوشش کی ہے۔اس کا پہلا مقصد فوج کو بدنام کرنا اور ملک میں انتشار پھیلانا ہے جبکہ دوسرا مقصد انڈیا میں مودی کو دوبارہ انتخابات جتوانا ہے: ایوب بیگ مرزا

اسد درانی کی کتاب ففتھ جنریشن وارفیئر کا حصہ ہے جس کا مقصد ملک کے اہم ادارے فوج کو کمزور کرنا ہے تاکہ ملک کا دفاع کمزور ہو جائے اور وہ بالآخر دشمن طاقتوں کے لیے ایک آسان ہدف بن سکے: رضاء الحق

اسد درانی کی کتاب اور پاکستان پر اس کے اثرات کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: سابق آئی ایس آئی چیف جنرل اسد درانی اور "را" کے سابق چیف دلجیت سنگھ دلت کی مشترکہ تصنیف "The Spy Chronicles" کے پس پردہ مقاصد کیا ہیں؟

رضاء الحق: پاکستان اس وقت فورتھ اور ففتھ جنریشن اور ہائبرڈ وارفیئر کی زد میں ہے اور اس وار کی کئی جہتیں ہیں۔یعنی میڈیا، این جی اوز، سلیپر سیلز وغیرہ کے ذریعے ملک کو نظریہ سے انحراف کی طرف لایا جائے تاکہ اس کی بنیادیں کمزور ہوں اور وہ بالآخر دشمن طاقتوں کے لیے ایک آسان ہدف بن سکے۔پوری دنیا میں حساس اداروں کے پاس خفیہ انفارمیشن ہوتی ہے،ان کی آپس میں ملاقاتیں بھی ہوتی ہیں۔لیکن وہ منظر عام پر نہیں لائی جاتیں۔کیونکہ ایسی باتیں جب سامنے آتی ہیں تو اس سے ملک کا نقصان ہوتا ہے اور ملک میں انتشار زیادہ پھیلتا ہے۔لہٰذا اس وقت اس کتاب کا سامنے آنا پاکستان میں افراتفری پیدا کرنے کی کوشش لگتی ہے تاکہ پاکستان ایک آسان ہدف بن سکے۔اس میں اکھنڈ بھارت کی بات کی گئی اور کشمیریوں کے مفاد کے خلاف باتیں ہیں جو کسی صورت پاکستان کے فیور میں نہیں ہیں۔

سوال: اس کتاب میں جو کچھ لکھا گیا ہے اس میں کتنی حقیقت اور سچائی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اس کتاب میں براہ راست نئے انکشاف کوئی بھی نہیں ہیں۔بلکہ ایک کالم نویس نے بہت اچھی بات لکھی ہے کہ اس کتاب میں کوئی بھی نئی بات نہیں ہے۔مثال کے طور پر اگر انہوں نے اکھنڈ بھارت کا ذکر کیا ہے تو یہ بھی ایک پرانا راگ ہے۔آپ یوں سمجھ لیجیے کہ 2013ء میں نواز شریف نے سیفما میں جو بیان دیا تھا وہ اس کتاب کا ترجمہ تھا۔اس وقت نواز شریف نے کہا تھا کہ پاکستان اور ہندوستان میں کوئی فرق نہیں۔ ہمارے درمیان رسم ورواج، کلچر وغیرہ کسی قسم کا کوئی فرق نہیں ہے بس ایک لکیر سی کھینچ دی گئی ہے۔کچھ ایسا ہی موقف اسد درانی کا بھی ہے کہ we can consider moving to a confederation and then to a united India. میں سمجھتا ہوں کہ

مرتب: محمد رفیق چودھری

یہ ساری باتیں ہمارے ہاں ایک خصوصی ذہن رکھنے والا ایک طبقہ پہلے بھی کرتا رہا ہے اور اب بھی کر رہا ہے۔یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ پاکستان اور بھارت کی تقسیم سے ہماری تجارت کو نقصان ہوا۔اصل میں دیکھنے والی چیز یہ ہے کہ یہ کتاب کیسے وقت پر سامنے آئی؟ ایسے وقت میں جبکہ ملک کے اندر فوج کے خلاف ایک محاذ کھڑا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، لہٰذا انڈیا نے مناسب سمجھا کہ اس وقت اس شوشے کو چھوڑ دیا جائے تاکہ یہ بیانیہ مضبوط ہو جائے کہ اس ملک میں فوج ہی سارے فساد کی جڑ ہے۔کیونکہ دشمن جانتا ہے کہ ملک کے تمام ادارے ڈھیر ہو چکے ہیں ایک فوج ہے جس نے اس ملک کو کسی نہ کسی طرح کھڑا کیا ہوا ہے۔امریکہ، اسرائیل اور بھارت ایک منظم طریقے سے پاکستان کے خلاف اور فوج کے خلاف ایسا مواد اور ایسی باتیں پھیلاتے جا رہے ہیں۔1997ء میں امریکہ میں پاکستانی فوج کے خلاف اشتہار شائع ہو گئے جن میں پاکستانی فوج کو rogue army کہا گیا وہ بھی نواز شریف کا دور تھا۔

سوال: نواز شریف کا آرمی کے خلاف جو موقف ہے کیا اس کتاب سے اس کو تقویت ملی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ فکری لحاظ سے یہ ایک گروہ ہے جن میں اسد درانی، نواز شریف، نجم سیٹھی اور امتیاز عالم وغیرہ شامل ہیں۔یہ چاہتے ہیں کہ پاکستان کا بھارت سے کوئی پردہ نہ رہے اور یہاں ہر قسم کی تجارت کھلم کھلا ہو۔جبکہ انڈیا نے ہمیشہ پاکستان کے ساتھ دشمنی روا رکھی اور اس نے ہمیشہ پاکستان کے خلاف اقدام کیے۔چونکہ پاکستان انڈیا کی نسبت شروع ہی سے کمزور ہے خاص طور پر مالی لحاظ سے کیونکہ انڈیا نے اثاثہ جات میں سے ہمارا حصہ ہمیں نہیں دیا تھا۔اس کے علاوہ ہم عسکری وسیاسی لحاظ سے بھی کمزور تھے یعنی منظم نہیں تھے۔لہٰذا انڈیا نے ہمیں مزید کمزور کرنے کی کوشش کی۔یہ کتاب بھی انہی کوششوں کا ہی ایک حصہ ہے کہ پاکستانی فوج کا گراف گرا دیا جائے۔میں یہ نہیں کہتا کہ ہماری فوج کا کوئی قصور نہیں ہے۔اسد درانی اسی فوج کا جرنیل ہے جو اتنی بڑی غداری کا مرتکب ہوا ہے۔لیکن پاکستان کو انڈیا سے بچانے کے حوالے سے فوج نے ایک کردار ادا کیا ہے۔یاد رکھئے! فوج کتنی ہی طاقتور کیوں نہ ہو لیکن جب عوامی سطح پر اس کے خلاف لوگوں کا ذہن بنا دیا جائے گا تو ایک دن وہ گر جائے گی اور اس وقت فوج کے خلاف عوامی سطح پر جو محاذ بنتا جا رہا ہے، اس کا مقصد بھی یہی ہے۔

رضاء الحق: قیام پاکستان کے بعد سے اب تک ہمارے اداروں اور لیڈران نے بہت بڑی غلطیاں کی ہیں۔پاکستان کا وجود ایک نظریاتی مملکت کے طور پر سامنے آیا تھا۔جب آپ اپنے نظریات سے ہٹ جائیں گے اور اکھنڈ بھارت کی بات کریں گے تو گویا آپ

ہیں کہ یہ پاکستان نظریے کی بنیاد پر بنا ہی نہیں۔ قائداعظم اور مسلم لیگ کا نظریہ ہی یہ تھا کہ مسلمانوں کی ایک جداگانہ حیثیت ہے۔ اس لیے پاکستان بنانے کی ضرورت ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آرمی اور سیاسی لوگوں سے بہت ساری غلطیاں ہوئی ہیں لیکن آرمی پاکستان کے لیے ایک جغرافیائی فورٹریس ہے۔ البتہ ہم چاہیں گے کہ پاکستان آرمی ایک ادارے کے طور پر پاکستان کے نظریات کی بھی فورٹریس بنے اور وہ ہماری نظریاتی سرحدوں کی بھی حفاظت کرے۔

سوال: کیا نظریاتی سرحدوں کی حفاظت آرمی کی ذمہ داری ہے؟

رضاء الحق: بالکل! یہ اس کی ذمہ داری بنتی ہے۔ کیونکہ فوج اس ملک کا طاقتور ادارہ ہے۔ اگر بیرونی طاقتیں جس انداز سے بھی ہمارے ملک پر حملہ آور ہوتی ہیں تو اس کا جواب طاقتور ادارہ ہی دے سکتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دولت، ہوس، اقربا پروری ہمارے معاشرے کا ایک حصہ ہے۔ ہماری آرمی میں ایسے لوگ ہیں جو اپنے بچوں کی تربیت

سے سوالات پیدا ہو گئے ہیں۔

سوال: فوجی حکام کو مطمئن نہ کرنے کی صورت میں اسد درانی کو کیا سزا مل سکتی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: 1923ء کے فوجی ایکٹ کے تحت عمر قید ہے اور سزائے موت ہے۔ لیکن اس ایکٹ میں ایوب خان نے ایک خوفناک ترمیم کی ہے کہ اس کے تحت اگر کوئی بات ملکی سلامتی کے خلاف ہوگی تو غیر فوجی کا بھی کورٹ مارشل ہو سکتا ہے اور اس پر مقدمہ چلایا جا سکتا ہے۔ میری رائے میں اگر اس شخص کو کم از کم عمر قید سزا نہیں ہوتی تو ہم سمجھیں گے کہ معاملے میں جانبداری برتی گئی ہے۔

رضاء الحق: ہماری فوج کو یہ دیکھنا ہوگا کہ ہمارے اندر، اردگرد کتنے غیر ذمہ دار لوگ موجود ہیں اور مولز، یا ڈبل ایجنٹس کون کون سے ہیں۔ ان کی بھی نشاندہی کرنا ہو

میں نہیں آئی۔ اس کی دو وجوہات ہیں۔ ایک یہ کہ درانی صاحب نے بہت کھل کر باتیں کی ہیں لیکن دلت نے بہت احتیاط سے کام لیا ہے۔ البتہ چند ایک چیزوں کا اس نے ذکر کیا ہے جن کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ یہ باتیں اسے نہیں کرنی چاہیے تھیں۔ لیکن درانی کی باتوں سے انڈیا کو ہمارے خلاف باتیں کرنے کا جواز مل رہا ہے۔

ایوب بیگ مرزا: اگر دلت نے ایسی غیر ذمہ دارانہ کوئی بات کی ہوتی تو انڈیا اس مسئلے کو کبھی نہ اٹھاتا۔ یہ مسئلہ اٹھایا ہی اس لیے گیا کہ دلت نے کچھ باتیں انڈیا کے مفاد کے خلاف کی ہیں لیکن وہ بہت کم ہیں۔ یعنی انڈیا نے ایک بڑے فائدے کے لیے ایک چھوٹا نقصان کیا ہے۔ لیکن اصل بات وقت کا تعین ہے۔ اس وقت پاکستانی فوج کے خلاف ایک محاذ کھڑا ہو چکا ہے اور اس موقع پر انڈیا نے یہ اقدام کیا ہے۔ کیونکہ اس کتاب میں زیادہ باتیں پاکستان کے مفاد کے خلاف جاتی ہیں۔

سوال: کیا ایٹمی پروگرام کے کمانڈ اینڈ کنٹرول سسٹم کے راز کو کوئی شخص افشاں کر سکتا ہے؟

> اس کتاب نے پاکستان سمیت کشمیر کاز کو نقصان پہنچایا ہے۔ کیونکہ جب ہمارے سب سے اہم ادارے کا سابق سربراہ خود یہ اعتراف کرے گا کہ حریت کانفرنس ہم نے بنائی ہے تو مسئلہ کشمیر میں باقی کیا رہا؟

ٹھیک طرح سے نہیں کر سکتے۔ درانی صاحب کا بیٹا بغیر ویزہ کے انڈیا چلا جاتا ہے جہاں وہ پکڑا جاتا ہے اور درانی صاحب اپنے دوست ''را'' کے چیف سے مدد حاصل کرتے ہیں اور ان کے ذریعے بیٹے کو چھڑاتے ہیں۔ یعنی آپ نے اپنی گردن ان کے پاؤں کے نیچے تو دے دی اب وہ آپ سے کوئی نہ کوئی کام بھی ضرور لیں گے۔ تو ہم نے اپنے گھر کو بھی ٹھیک نہیں کیا۔

سوال: کیا اسد درانی کی کتاب کسی سازشی تھیوری کا حصہ ہے؟

ایوب بیگ مرزا: تھیوری نہیں بلکہ کسی منظم سازش کا حصہ ہے۔ اگر سازش نہ ہوتی تو درانی صاحب کا بیٹا جب بمبئی میں پکڑا گیا تھا تو اس کو ''را'' نہ چھڑاتی بلکہ وہ وہاں پر قید ہو جاتا۔ اگرچہ ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان آرمی کا سسٹم بہت اچھا ہے لیکن اس حوالے سے ہم پر یہ ضرور انکشاف ہوا کہ آرمی کے سسٹم میں ایک بہت بڑا خلا ہے۔ ایک بہت بڑی کمزوری سامنے آئی کہ آخر کیوں اسد درانی جیسا شخص آرمی کے اتنے بڑے عہدے پر پہنچ جاتا ہے۔ یہ ہمارے سسٹم کی ناکامی ہے۔ حالانکہ پاکستان آرمی کے سسٹم کو دشمن مانتے ہیں۔ لیکن اب اِس حوالہ سے بہت

گی۔ اندرونی سطح پر انکوائریز ہوں۔ ضروری نہیں ہے کہ ان کا میڈیا کے اوپر ٹرائل ہو۔ چونکہ فوج پر اب انگلی اٹھ رہی ہے لہٰذا اس کو اس معاملے کو سیریس لینے کی ضرورت ہے۔

سوال: اس کتاب نے کشمیر کاز کو کتنا نقصان پہنچایا؟

ایوب بیگ مرزا: اس کتاب نے پاکستان سمیت کشمیر کاز کو نقصان پہنچایا ہے۔ اس میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ایک آئی ایس آئی کا سابق چیف یہ اقرار کر رہا ہے کہ پاکستان نے حریت کانفرنس بنائی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انڈیا سمیت پوری دنیا کو اس بات کا علم ہے لیکن جب ہمارے سب سے اہم ادارے کا سابق سربراہ خود یہ اعتراف کرے گا تو گویا کشمیر کاز کی جڑیں ہی کٹ گئیں اور یہ ملک کے ساتھ بہت بڑی غداری ہے۔ اس میں را کا سابق چیف بھی کہتا ہے کہ انڈیا نے بھی اپنی کانفرنس بنائی اور پاکستان نے اپنی کانفرنس بنائی لیکن ان دونوں کے درمیان کشمیری پسا۔

سوال: کیا کتاب میں اسد درانی کی طرح امرجیت سنگھ دلت نے بھی ملکی مفاد کے خلاف بات کی ہے۔ کیا ان کا بھی وہاں ٹرائل ہو رہا ہے؟

رضاء الحق: ابھی تک اس طرح کی بات میرے علم

ایوب بیگ مرزا: آپ نے بہت اچھا سوال کیا ہے۔ یہ بڑی افسوس ناک بات ہے کہ ہمارے جس سسٹم پر ہمیں بہت ناز تھا اور ہے بھی لیکن اس سسٹم کا ایک آدمی اتنے بڑے عہدے پر پہنچنے کے بعد اس طرح کی کتاب لکھتا ہے۔ یہ اس سسٹم کی بہت بڑی ناکامی ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایسی کوئی بات ہمارے ایٹمی معاملے میں نہیں ہوگی۔ ان شاء اللہ۔ کیونکہ ہر معاشرے میں، جماعت یا گروہ میں کوئی نہ کوئی برا شخص ضرور ہوتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ معاشرہ یا جماعت یا وہ طبقہ ہی غلط ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بحیثیت مجموعی ہماری فوجی قیادت اپنے ملک کے ساتھ مخلص ہے۔ ان کے مخلص ہونے کا یہ بہت بڑا ثبوت ہے کہ آج تک ہمارے ایٹمی اثاثہ جات بالکل محفوظ ہیں۔ میرے علم کی حد تک اس وقت پاکستان کا کمانڈ اینڈ کنٹرول ایٹمی پروگرام کے حوالے سے دوسرے ممالک کی نسبت سب سے زیادہ محفوظ اور مضبوط ہے۔

رضاء الحق: پاکستان کا ایٹمی کمانڈ اینڈ کنٹرول سسٹم ساری دنیا میں مانا جاتا ہے اور یہ کسی ایک جگہ پر نہیں ہے۔ لہٰذا اس کے بہت کم چانسز ہیں کہ اس پر کسی ایک فرد کی وجہ سے کوئی زد آ سکے۔ دوسری طرف اسد درانی پر اصغر خان کیس

کی ایک تلوار لٹک رہی ہے جس کی وجہ سے وہ ایسے انکشافات کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ نیوکلیئر اثاثہ جات کے بارے میں مکمل انفارمیشن آئی ایس آئی چیف کو بھی نہیں ہوتی۔ یہ ایک حساس ایشو ہے جو مختلف حصوں میں بٹا ہوا ہوتا ہے۔

ایوب بیگ مرزا: شاید اسد درانی کو بھی معلوم نہ ہو کہ انڈیا اس ہتھیار کو کب اور کیسے استعمال کرتا ہے۔ انڈیا نے اس کو ایسے وقت میں استعمال کیا ہے جو اس کے لحاظ سے موزوں تھا۔ جو بات انسان کی زبان یا قلم سے نکل جائے وہ واپس نہیں آتی۔

سوال: جنرل اسد درانی کی کتاب سے پاکستان میں ہونے والے الیکشن پر کیا اثرات مرتب ہو سکتے ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: پاکستان میں آج تک جتنے انتخابات ہوئے ہیں ان میں انڈیا پاکستان تعلقات کا کبھی کوئی مسئلہ نہیں رہا البتہ صرف 70 کے الیکشن میں یہ مسئلہ پیش آیا تھا۔ لیکن اس کے بعد پاکستان کے الیکشن میں کبھی اینٹی انڈیا ایشو نہیں بنا۔ لیکن انڈیا کے تمام انتخابات میں اینٹی پاکستان ایشو ہمیشہ بنا۔ خصوصاً مودی نے جو انتخابات جیتے ہیں وہ اس نے اینٹی پاکستان اور اینٹی مسلم بنیادوں پر جیتے تھے۔ اسد درانی کی کتاب کی اشاعت سے دراصل بھارت کی حکومت نے ایک تیر سے دو شکار کھیلنے کی کوشش کی ہے۔ ایک مقصد پاکستان کے اندر افراتفری اور انتشار کو پھیلانا اور فوج کو بدنام کرنا ہے اور دوسرا یہ کہ جب انڈیا میں انتخابات ہوں گے تو وہاں یہ کتاب مودی کے حق میں ایک رول ادا کرے گی۔ کیونکہ انڈیا کے انتخابات میں جو پاکستان کے خلاف جتنا بولتا ہے اتنی ہی وہ وہاں پر مقبولیت حاصل کرتا ہے۔ اسی لیے تو اس کتاب میں یہ لکھا گیا ہے کہ مودی دوسری ٹرم بھی حاصل کر لے گا۔ اس کتاب کا مقصد ہی یہ تھا کہ مودی کو آئندہ انتخابات میں فائدہ پہنچایا جائے اور پاکستان میں اینٹی فورسز قوتوں کو فائدہ پہنچایا جائے۔

رضاء الحق: ہماری دعا ہے کہ یہاں اسلامی نظام قائم ہو۔ یہاں جو جمہوریت چل رہی ہے یہ ایشوز کی جمہوریت نہیں ہے بلکہ electables کی جمہوریت ہے جبکہ بھارت میں اس سے مختلف ہے۔ وہاں پر پاکستان مخالف بیانیہ ووٹ جیتتا ہے۔ ☆☆☆

قارئین پروگرام "زمانہ گواہ ہے" کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ "دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی، 23-کلومیٹر ملتان روڈ (نزد چوہنگ)، لاہور" میں
29 جون تا یکم جولائی 2018ء (بروز جمعہ نماز عصر تا اتوار نماز ظہر)

مدرسین ریفریشر کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے،
زیادہ سے زیادہ مدرسین رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0321-4369865

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 79-35473375(042)

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ "قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 فیصل آباد" میں
29 جون تا یکم جولائی 2018ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

مدرسین کورس (نئے و متوقع مدرسین کے لیے)

کا انعقاد ہو رہا ہے،
زیادہ سے زیادہ مدرسین رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0336-7922278, 0345-7922278

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 79-35473375(042)

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ "مسجد نمرہ ملک پارک دفتر سوئی گیس لنک روڈ گوجرانوالہ" میں
یکم تا 07 جولائی 2018ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی تربیتی کورس

اور

06 تا 08 جولائی 2018ء (بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 055-3891695/0300-7478326/0300-7446250

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 79-35473375(042)

اس لمبی رات میں کیا بیتی!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

جسٹس شوکت صدیقی اسلامی جمہوریہ پاکستان میں رمضان کے تقدس کے تحفظ کے لیے سرگرداں رہے۔ تضحیک آمیز پروگراموں پر قدغن لگانے کی کوشش کرتے رہے۔ بہتوں کی دعائیں لیں کہ اس خاموشی اور دم گھونٹ سناٹے میں کوئی تو بولا۔ تاہم اسی ماہ مقدس میں ایک تکلیف دہ حقیقی لائیو ٹرانسمیشن چل پڑی۔ کئی ڈراموں پر بھاری۔ سالہا سال سے کاشت کی گئی تہذیبی کثافت اب پھل پھول لا رہی ہے۔ فیشن شوز، برائیڈل شوز، مخلوط تعلیم، ہمہ نوع اختلاط۔ بھرے رمضان میں یہ ڈراما یورپ بھر کے اخباروں کی شہ سرخی بنا۔ اردو اخبارات میں حیا آڑے آ گئی۔ انگریزی اخبارات نے خبر لگائی۔ کس طرح 19 سالہ پاکستانی لڑکی جو بنیادی پاکستانی تربیت کے بعد اٹلی میں 8 سال سے مقیم تھی دوران تعلیم دوستی (اطالوی لڑکے سے) کا نتیجہ ہمراہ لیے والدین کے ساتھ پاکستان آئی۔ شرم سے گھل کر مرتے والدین نے پردہ رکھنے کو جو کرنا چاہا، لڑکی نے ''بوائے فرینڈ'' اور سہیلیوں کو اٹلی میں اطلاع دی۔ مدد مانگی۔ اطالوی دفتر خارجہ اور اطالوی سفیر فوراً حرکت میں آئے اور ''فدوی پاکستان'' سے لڑکی فوری طلب کر لی۔ ہماری پولیس نے اسلام آباد گھر پر چھاپا مارا۔ والدین نے درخواست کی کہ بیٹی کو دارالامان منتقل کر دیا جائے۔ ہمیں بیٹی سے گفت و شنید کی مہلت دی جائے۔ (یاد رہے کہ یہ لڑکی اطالوی شہریت نہیں رکھتی، پاکستانی ہے، وقتی اقامے پر وہاں رہ رہی تھی) لیکن اطالوی سفیر کے حکم پر اسے فوری والدین کے ''چنگل'' سے نکال کر سفیر کے گھر پیش کر دیا، جہاں وہ کئی دن مقیم رہی۔ اب حرافہ لڑکیوں کا ننھیال اور دارالامان یورپ، امریکہ یا ان کے سفارتخانے ہیں اور وہ ایسے ہر کارنامے کے لیے نہایت مستعد اور فعال ہیں۔ اپنے اطالوی شہری کے حرام بچے کے تحفظ کے لیے جو پھرتیاں انہوں نے دکھائیں وہ پورے مغرب کے میڈیا میں نمایاں شائع ہوئیں، اطالوی اخبارات کی شہ سرخیاں بنیں۔ والدین نے پاسپورٹ اور سفری دستاویزات نہیں دیں تو حکماً فوری نیا پاکستانی پاسپورٹ ہماری حکومت سے حاصل کر کے ماہ مقدس کے جمعے کے دن اسے اٹلی پرواز کروا دیا گیا۔

(ڈان رپورٹ: 27 مئی)

محمد بن قاسم کی سرزمین پر جہاں مسلم عورت کے تحفظ اور تقدس کی خاطر لشکر کشی ہوئی تھی، اب لٹی عصمت کے اطالوی محافظوں کے ہاتھوں والدین کو زندہ درگور کر دینے کو یہ ریسکیو آپریشن کر کے بیٹی بوائے فرینڈ کے دیس، رومیو جیولیٹ کے شہر ویرونا پہنچا دی گئی چشم زدن میں! گویا ہمارا عافیہ والا گناہ کافی نہ تھا۔ یہ لڑکی تو یوں بھی ملکی قانون کے تحت پاکستانی شہری ہونے کی بنا پر گرفتار کی جاتی، قانونی کارروائی ہوتی بہ نسبت وی آئی پی بنا کر ریمنڈ ڈیوس سٹائل برآمد کر دی گئی۔ اٹلی کیا حق رکھتا تھا کہ ایک پاکستانی لڑکی یوں تقریباً اغوا کر کے اٹلی بھیج دی جاتی، انسانی حقوق اور شخصی آزادیوں کے کھوکھلے نعروں دعووں کے تحت؟ خود اٹلی اپنے گریبان میں جھانکے تو خود وہاں شخصی آزادی، مسلمان عورت کو پردہ کرنے، حجاب کی اجازت نہیں دیتی۔ ان کے سرکاری اعداد و شمار کے مطابق اٹلی میں ایک تہائی عورتیں جسمانی یا جنسی تشدد کا نشانہ بنائی جاتی ہیں۔ ہر تیسرے دن ایک عورت قتل ہوتی ہے۔ ستمبر 2017ء میں الارم بج اٹھا کہ زنا بالجبر کے واقعات کی لہر یوں چل پڑی کہ روم کا میئر چلا اٹھا کہ یہ اٹلی کا ''سیاہ ستمبر'' ہے۔ پولیس پٹرولنگ بڑھاؤ، وڈیو کیمرے نصب کرو، سزائیں عائد کرو۔ وہ اٹلی جہاں 2018ء میں حرام پیدا ہونے والے بچوں کی تعداد 30 فیصد ہے اور 2020ء تک 50 فیصد تک بڑھ جانے کا خدشہ ہے (کیتھولک چرچ والا اٹلی!) وہاں ایک مسلمان لڑکی کی بدکاری کو بطور خاص ایسا تحفظ فراہم کرنا اور فتح یابی کے جھنڈے گاڑنا عالمی نظریاتی جنگ کا حصہ ہے جہاں اسلام اور اسلامی طرز حیات کو نیچا دکھانا مقصود ہے۔ جب ہی تو اتنے حقیر، نیچ واقعے پر اطالوی وزیر خارجہ بطور خاص ٹویٹ کر کے سرخروئی کا اعلان کر رہا ہے۔ ادھر ہم یورپ کے ایک نسبتاً مسکین ملک کے حکم پر بھی اطاعت شعاری اور فرمانبرداری کا شرمناک مظاہرہ کرتے ہیں!

ریاست مدینہ سے مشابہت کس منہ سے دی جاتی ہے پاکستان کو، جبکہ برسرزمین حقائق اتنے تلخ اور اذیت ناک ہیں؟ مسلمانوں کے حق کے لیے اللہ تعالیٰ اب دوسری قوموں سے افراد اٹھا رہا ہے۔ خدانخواستہ سورۃ المائدۃ کی تنبیہ ہم پر صادر آ رہی ہے: ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھرتا ہے (تو پھر جائے) اللہ اور بہت سے ایسے لوگ پیدا کر دے گا جو اللہ کو محبوب ہوں گے اور اللہ ان کو محبوب ہوگا۔ جو مومنوں پر نرم اور کفار پر سخت ہوں گے۔ جو اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اللہ بڑی وسعت والا اور العلیم ہے۔'' (آیت 54) ڈاکٹر عافیہ کا کیس لڑنے کو درد دل سے معمور طالبان کے ایمان سے متاثر ہو کر اسلام قبول کرنے والی برطانوی صحافی (ایوان ریڈلے) مریم کھڑی ہے۔ دکھ سے پاکستان سے شکوہ سنج ہے اس کی عدم رہائی پر۔ جس کی بنیادی وجہ ہماری حکومتوں کی عدم دلچسپی ہے! آپ نے اس غلط کار لڑکی کے لیے پھرتی اور چستی ملاحظہ فرمائی۔؟ توبہ ہر تو اے......!

ادھر فلسطینیوں کے حق کے لیے احساس بیدار کرنے کو بلجیم میں یورپی یونین کے ہیڈ کوارٹر کے باہر، دل چھو لینے والا ایک مظاہرہ ہوا۔ وزرائے خارجہ کی میٹنگ سے پہلے وہاں 10 سالوں میں اسرائیل کے ہاتھوں شہادت پانے والوں کی نمائندگی کرنے کو 4500 جوتوں کے جوڑے قطاروں میں رکھے گئے۔ جس میں 1000 جوتے بچوں کے تھے۔ مردوں، عورتوں، بچوں کے یہ جوتے ویسے تو ہار بنا کر مسلم سربراہوں کے گلے میں ڈالے جانے چاہئے تھے۔ تاہم کمال تو یہ ہے کہ مسلمانوں کی بجائے اس مہم کا ڈائریکٹر گورا، کرسٹوف شاٹ تھا۔ اس نے کہا کہ ''یورپ بھر کے شہریوں کا ایک واضح پیغام اپنی حکومتوں کے نام یہ ہے کہ ہمیں فلسطینی جانوں کی فکر ہے اور یہ انہیں بھی ہونی چاہئے۔ اسرائیل کے سب سے بڑے تجارتی شراکت کار اور سیاسی اتحادی ہونے کی حیثیت سے یہ ہماری اخلاقی ذمہ داری ہے کہ ہم نتین یاہو (اسرائیلی وزیراعظم) کو یہ پیغام دیں کہ یہ جارحیت اب رکنی چاہئے۔'' اگر ایک طرف امریکہ کا یروشلم میں سفارتخانہ اختتامی تقریب میں یہودی معبد کا نقشہ پیش کر رہا

تھا، یہودی صوپینی جذبات میں غرق، تو دوسری طرف سلیم الفطرت یورپی نمائندہ کرسٹوف زندہ ضمیر کی علامت ہے۔ اللہ اسے ایمان کا نور عطا فرمائے، ایوان کی طرح! (آمین) کیا عجب ہے کہ ہم خلفائے راشدین کا تذکرہ کریں، نبی کریم ﷺ کے لائے 1400 سال پیشتر کے نظام زندگی کے احیاء کی بات کریں (جو 2001ء تک روبہ عمل رہا افغانستان میں) تو ہمیں قدامت پرستی کا طعنہ دیا جائے اور ٹھٹھے لگائے جائیں، جبکہ امریکی سفارتخانے کی تقریب منعقدہ یروشلم میں ہر مقرر نے 3 ہزار سال پرانے وعدوں اور خوابوں کے احیاء کی بات کی تو وہ عین جدت وجدیدیت تھی؟

تمہاری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی!
وہ تیرگی جو مرے نامہ سیاہ میں تھی

ایسے میں جب فلسطین کا غم یورپی اور عافیہ کا غم برطانوی کھا رہے ہیں، ہمارے بچے کیا کر رہے ہیں؟ ''داغ تو اچھے ہوتے ہیں'' کا ایک سبق تو عملاً اطالوی معشوقہ لڑکی نے فرفر سنا دیا۔ دوسرا جگر پاش واقعہ کمسن قاتلوں کا ہے۔ المیہ یہ ہے کہ یہ بھی ماہ مقدس میں تراویح کی آڑ میں ہوا۔ کم عمر 13 سالہ آٹھویں جماعت کے بچے کو جن بچوں نے بہلا پھسلا کر کرکٹ کھیلنے کے بہانے لے جا کر سفاکانہ، لرزہ خیز قتل کا نشانہ بنایا، چھرے سے ذبح کیا، ان کی عمریں 13، 14 اور 16 سال تھیں۔ بات یہاں ختم نہیں ہوئی۔ اس کے بعد کمال بے دردی، بے حسی اور مجرمانہ ذہنیت سے ڈرامے کا پارٹ ٹو ہوا۔ اس میں بڑی مہارت سے گھر والوں کے نام خط لکھ کر 16 لاکھ تاوان طلب کیا۔ (عمریں ملاحظہ ہوں اور تاوان کی رقم دیکھیے) غمزدہ والدین اور پولیس کے حاشیہ خیال میں بھی نہ آ سکتا تھا کہ منجھے ہوئے پلان کے پیچھے لڑکے بالے ہیں۔ 13 سالہ بچہ تاوان کی رقم کا تھیلا اٹھانے آیا اور بالآخر سب پکڑے گئے۔ یہ ہے روشن خیال پاکستان کے مساجد، مدارس، دین، شریعت سے بچا بچا کر پالے پوسے غیر دہشت گرد بچے! یہ جو تراویح میں قرآن پکار رہا تھا (جس کے دوران تراویح کے نام پر گھر سے نکلا تھا بچہ۔ اور دوسرے تین آلہ ہائے قتل لیے بیٹھے تھے!) ''آخر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو کمزور پا کر دبا لیے گئے ہیں اور فریاد کر رہے ہیں کہ خدایا! ہم کو اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی حامی و مددگار پیدا کر دے!'' (النساء:75) تو اس پکار پر کان دھرنے کی اجازت کب ہے؟ روشن خیال، ترقی پسند نئے پاکستان میں آتی جوانی کی صلاحیتیں، قوتیں امنگیں۔ ملک وملت، اسلام اور امت کا غم کھانے کی بجائے عشق عاشقی۔ ورنہ قتل، اغوا برائے تاوان اور (سالوں سے جاری) جبری لاپتگی سے مال کمانے کے لیے ہیں۔ موبائل کلچر، ون ویلنگ، سپورٹس گاڑیاں اڑاتے پھرنے، سائلنسر پھاڑ گلا پھاڑ، گریبان پھاڑ اور سینہ چاک امنگیں آرزوئیں نکل رہی ہیں۔ یہ روتی دھوتی غزہ، شام، کشمیر، افغانستان، برما کی عورتوں بچوں کی پکار؟ محمد بن قاسم، اب لاپتگی کے خوف سے ماؤں نے جننے چھوڑ دیئے۔ بچھڑ جاتے ہیں! اب تو معزز خاندانوں کی حیادار عورتیں اٹھائی جا رہی ہیں۔ دم مارنے کی مجال کہاں! لب سی لو خاموش رہو!

سویا ہوا سورج کیا جانے، اس لمبی رات میں کیا بیتی
ایک ایک کرن کو چن چن کر ڈائن نے ذلیل وخوار کیا!
صیاد تری صیادی کی اب داد بھی کوئی کیا دے گا
سامان ہزار آزار کیا اور بند لب گفتار کیا!

❀❀❀

ضرورت رشتہ

☆ راولپنڈی سے تعلق رکھنے والی فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 29 سال، 17 گریڈ جاب کے حامل کے لیے نیک، مناسب اور ہم پلہ رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0349-5442569

ادارہ ندائے خلافت کی جانب سے قارئین کو

عید مبارک

نیز قارئین نوٹ فرمالیں کہ عید الفطر کی تعطیلات کی وجہ سے پریس اور ادارہ کے دفاتر بند رہیں گے۔ بنابریں ندائے خلافت کا اگلا شمارہ شائع نہیں ہوگا۔

داعی رجوع الی القرآن بانی تنظیم اسلامی
محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ
کے شہرۂ آفاق دورۂ ترجمہ قرآن پر مشتمل

بیان القرآن

ترجمہ و مختصر تفسیر

عوامی ایڈیشن

- کتابی سائز
- پیپر بیک بائنڈنگ
- امپورٹڈ بک پیپر
- عمدہ طباعت
- دیدہ زیب ٹائٹل

چھ حصوں پر مشتمل مکمل سیٹ، مع مضبوط باکس
رمضان المبارک کے دوران 2200 روپے کے بجائے

صرف
1000 روپے میں
(علاوہ ڈاک خرچ 150 روپے)

مکتبہ خدام القرآن لاہور
K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون 3-(042)35869501

عمرہ کی سعادت

فرید اللہ مروت

خانہ خدا اور دیارِ حبیبؐ کی حاضری ایک ایسی آرزو ہے جس کے لیے ہر مسلمان کا دل دھڑکتا ہے۔ ہر مسلمان کی خواہش ہوتی ہے کہ زندگی میں بے شک ایک بار ہی سہی کعبۃ اللہ، روضۂ اقدس اور مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کی زیارت سے اپنی آنکھیں اور دل ٹھنڈا کرے۔ اسی طرح کی آرزو سالوں سے راقم کے دل میں بھی مچل رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ سے صدقِ دل سے دعائیں بھی کرتے اور عملی طور پر رقم بھی جمع کرتے رہے۔ خیرات کرتے ہوئے جب کوئی سائل مجھے ''اللہ آپ کو مکہ مدینہ کی زیارت کرا دے'' کی دعا دیتے تو یہ میرے لیے بہت بڑی دعا تھی اور میں دل ہی دل میں ''آمین'' کہتا۔ پھر اللہ کا کرم ہوا کہ عمرہ کے لیے بلاوا آ گیا۔ پہلے تو 21 دن کا پروگرام تھا لیکن آرزو کچھ زیادہ شدید تھی تو پروگرام 28 دن کا کر لیا۔ خوشی کے ساتھ ساتھ دل میں ایک انجانا سا خوف بھی تھا اپنے اعمال کو دیکھتے ہوئے، بقول غالبؔ

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالبؔ
شرم تم کو مگر نہیں آتی

عمرہ میں انسان کو زیارت حرم شریف کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔ عمرہ کے معنی زیارت و ملاقات کے ہیں اور شریعت کی اصطلاح میں مخصوص طریقہ پر بیت اللہ شریف کی زیارت کو کہتے ہیں (النہایۃ)۔ چونکہ بیت اللہ شریف کی زیارت ایمان کو تازہ کرتی ہے، اس لیے عمرہ کی بڑی فضیلتیں منقول ہیں۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو بیت اللہ شریف کو آئے اور کوئی شہوانی کام اور گناہ نہ کرے تو وہ اس طرح لوٹتا ہے کہ جس طرح ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن تھا۔'' (رواہ مسلم)

ایک اور روایت میں ہے کہ ''جو بیت اللہ شریف کو آئے اور اس کا مقصد اسی گھر کی زیارت ہو اور طواف کرے تو وہ اپنے گناہ سے اس طرح پاک ہو جائے گا جیسا کہ اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔'' (القری لقاصد ام القری)

آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا: ''ایک عمرہ کے بعد جب انسان دوسرا عمرہ کرتا ہے تو یہ دوسرا عمرہ درمیان کے گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتا ہے۔''

(بخاری، باب وجوب العمرۃ)

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں حج و عمرہ روحانی فائدہ کا باعث ہے، اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور اجر وثواب حاصل ہوتا ہے، وہیں یہ فقر ومحتاجی کو بھی دور کرتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حج وعمرہ پے در پے کرتے رہو، یہ فقر ومحتاجی کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔ (مجمع الزوائد)

حج وعمرہ کے روحانی اور مادی فوائد میں یکسانیت کی وجہ یہ ہے کہ بیت اللہ شریف سے متعلق طواف وسعی اور تلبیہ واحرام کا جو عمل حج میں ہوتا ہے، وہ عمرہ میں بھی ہوتا ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے عمرہ کو حج اصغر قرار دیا ہے۔'' (الدار قطنی، کتاب الحج)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''جو حج کے لیے نکلا اور راستہ میں وفات پا گیا اس کے لیے قیامت تک حج کا ثواب ملتا رہے گا۔ اور جو عمرہ کے لیے نکلا اور راستہ میں انتقال کر گیا اس کے لیے (بھی) قیامت تک عمرہ کرنے کا ثواب ملتا رہے گا۔'' (الترغیب والترہیب)

یہ تو عمرہ کی عمومی فضیلت ہے لیکن رمضان المبارک میں چوں کہ ہر عمل کا ثواب بڑھ جاتا ہے، اس لیے اس ماہ مبارک میں عمرہ کرنے کا اجر بھی زیادہ ہے۔

ایک انصاری خاتون اُم سنان ؓ نام کی تھیں، وہ حجۃ الوداع میں آپ ﷺ کے ساتھ شریک نہیں ہو سکیں۔ آپ ﷺ نے ان سے سبب پوچھا، انہوں نے عرض کیا کہ میرے پاس دو ہی اونٹ ہیں، ایک اونٹ میرے شوہر اور لڑکے لے کر چلے گئے اور آپ ﷺ کے ساتھ حج کی سعادت حاصل کی اور دوسرا اونٹ پانی لانے اور دوسرے کاموں میں استعمال ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب رمضان آئے تو عمرہ کر لینا کیوں کہ رمضان کا عمرہ بھی حج کے برابر ہے۔'' (صحیح مسلم، باب فضل العمرۃ فی رمضان) بعض روایتوں میں اس سے بھی بڑھ کر بشارت آئی ہے کہ رمضان میں عمرہ کرنا خود رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کرنے کے درجہ میں ہے۔ (سنن ابی داؤد)

جو مسلمان صاحبِ استطاعت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو مالی گنجائش دی ہے، انہیں شادی بیاہ کی ناپسندیدہ رسومات اور دیگر لہو ولعب میں پیسے ضائع کرنے کی بجائے عمرہ کی سعادت حاصل کرنی چاہئے، البتہ یہ بھی ضروری ہے کہ عمرہ کو عبادت کا سفر بنایا جائے نہ کہ تفریح کا۔ آج کل عمرہ کرنے والوں کی ایک بڑی تعداد اس طرح عمرہ کرتی ہے کہ گویا وہ کسی سیاحتی سفر پر جا رہے ہوں۔ نہ عبادت کا اہتمام، نہ خشوع وخضوع، نہ زندگی میں کوئی تبدیلی، نہ اخلاق وکردار میں کوئی انقلاب۔ عمرہ کے باوجود نماز کی پابندی نہیں، داڑھی رکھنے کی توفیق نہیں، لوگوں کے ساتھ بد خلقی کے رویہ میں کوئی فرق نہیں۔ غرض کہ عمرہ ان کے قلب وروح کے لیے کوئی انقلاب انگیز عمل نہیں ہوتا بلکہ ایک تفریح ہوتی ہے۔ جیسے آگ کی تصویر سے حرارت حاصل نہیں کی جا سکتی، اسی طرح ایسے بے روح عمرہ اور بے کیف عبادت سے انسان کی زندگی میں مطلوبہ تبدیلی نہیں آتی۔

عمرہ پر جانے والے تمام بھائیوں سے میری گزارش ہے کہ ہم لاکھوں روپے خرچ کر کے عمرہ کرنے تو جاتے ہیں لیکن بہت سے لوگ عمرہ کے احکام ومسائل سیکھنے کی زحمت گوارا نہیں کرتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عمرہ صحیح طریقہ سے ادا نہیں ہوتا بلکہ کئی جگہ پر دم واجب ہو جاتا ہے۔ لہٰذا کسی مستند کتاب کا مطالعہ کر کے یا کسی عالم دین سے عمرہ کے مسائل واحکام سیکھنے چاہئیں۔ میں نے بہت سے پاکستانیوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا جن میں سے بعض حضرات تو حج کی سعادت بھی حاصل کر چکے تھے اور بعض 10 مرتبہ عمرہ کر چکے تھے لیکن اُن کے طرزِ عمل سے معلوم ہوتا تھا کہ ان کو عمرے کے احکام ومسائل کا صحیح علم نہیں ہے۔ نئے آنے والے عمرہ زائرین کو تو ادھر اُدھر پھرتے دیکھا۔ کبھی کسی سے پوچھتے: طواف کہاں سے شروع ہوتا ہے؟ کتنے چکر لگانے ہیں؟ نہ تو اسے استلام اور اضطباع کا پتا، نہ رمل، نہ دم اور نہ سعی کے بارے میں کچھ علم ہوتا ہے۔ ایک دو اور چیزیں دیکھ کر دل دکھی ہوا۔ سعودی حکومت نے بہترین انتظامات کیے ہیں مگر ایک چیز قابلِ توجہ ہے اور وہ ہے مرد وزن کا اختلاط۔ طواف کے دوران مردوں اور عورتوں کا مڈبھیڑ۔ پھر حجر اسود کا بوسہ لینے کے لیے مردوں اور عورتوں کی سینہ زوری۔ اگر اس کے لیے کوئی ترتیب بن جائے، جیسے مسجد نبویؐ میں عورتوں کے لیے روضۂ اقدس پر حاضری اور ریاض الجنۃ میں عبادت کے لیے الگ سے اوقات اور راستے مقرر کیے گئے ہیں، ایسے ہی اگر یہاں پر عورتوں کے لیے مطاف میں کوئی مخصوص وقت یا الگ لائن مقرر کر لی جائے یا پردے کا اہتمام بھی کرا لیا جائے تو طواف جیسی اہم عبادت کی بہتر طریقے سے

ادائیگی ممکن ہے۔ دوسری بات جس سے دل کافی خفا ہوا وہ پاکستانیوں کا بھوکا پن تھا۔ رازق کی ذات پر بھروسے سے عاری لوگ اپنا قیمتی وقت صدقے کا مال اکٹھا کرنے میں صرف کرتے ہیں۔ حرم کے دروازوں پر کھڑے ہو کر کوئی آدمی چیز بانٹنے چاہے سادہ پانی کی بوتل ہی کیوں نہ ہو، پاکستانی فوراً لائنوں میں لگ جاتے ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ تو مرد اور عورتیں اس آدمی پر یوں جھپٹتے ہیں کہ وہ چیزیں ادھر ہی چھوڑ کر جان بچا کر بھاگ جاتا ہے۔ کچھ ہوٹلوں والے صدقے کے طور پر بریانی یا برگر بانٹتے ہیں لیکن بہت سے صاحب حیثیت لوگ بھی قطار میں کھڑے ہوتے ہیں۔ لاکھوں روپے خرچ کر سکتے ہیں لیکن 3،4 ریال کا کھانا نہیں کھا سکتے۔ کچھ لوگ تو خصوصی طور پر جاتے ہی مانگنے کے لیے ہیں۔ کچھ پاکستانیوں کو تو 24 گھنٹے مارکیٹوں اور ہوٹلوں کے پاس مانگتے دیکھا۔ کچھ کو احرام پہنے پاکستانیوں سے مانگتے دیکھا۔ کچھ جیب کٹنے کا کہہ کر اور کچھ بیماریوں کا کہہ کر مانگتے ہیں۔ پاکستانی حکومت کو چاہیے کہ اس کو کنٹرول کرے تاکہ ملک کی بدنامی نہ ہو۔

پاکستان کے ایجنٹ حضرات عمرہ زائرین کو کسی بڑے ایجنٹ کے حوالے کر دیتے ہیں۔ بڑا ایجنٹ ہمیں وہاں کسی اور ایجنٹ یا ہوٹلوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیتا ہے۔ پاسپورٹ لے لیتے ہیں لیکن زائرین کو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ ہمارا پاسپورٹ کس کے پاس ہے۔ لہٰذا واپسی پر پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایجنٹ کو چاہیے کہ وہاں موجود نمائندے کا نمبر دیں تاکہ ان سے رابطہ میں رہا جا سکے۔ ہوٹل والے وقت سے پہلے نکال دیتے ہیں۔ میری فلائٹ سہ پہر 2 بجے کی تھی۔ ہوٹل والے نے ہمیں رات 12 بجے ہوٹل سے نکال کر جدہ روانہ کیا۔ جدہ ائیر پورٹ پر صبح کی نماز پڑھی، پھر انتظار کرتے رہے۔ روزہ کی حالت میں پلاسٹک کے شیڈ کے نیچے بغیر پنکھے کے گرمی جھیلتے رہے۔ پھر فلائٹ ملتوی کر کے ہمیں 5 بجے والی فلائٹ میں ڈال دیا گیا۔ پھر 5 بجے کی بجائے شام 7 بجے افطاری کے ساتھ جہاز نے اڑان بھری۔

بہر حال یہ کچھ تاثرات لکھنا اس لیے مناسب سمجھا تاکہ عمرہ پر جانے والے بھائیوں کی راہنمائی ہو سکے اور وہ اپنے وقت کو زیادہ سے زیادہ قیمتی بنائیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری رمضان اور عمرہ کے دوران کی جانے والی عبادات کو قبول فرمائے۔ ہم سب کو قرآن وسنت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق دے اور بار بار مکہ مدینہ کی زیارتیں نصیب ہوں۔ آمین!

☆☆☆

مکہ اور مدینہ کی یاد میں

کس منہ سے کروں شکر ادا تیرا خدایا
ایک بندۂ ناچیز کو گھر اپنا دکھایا
واللہ اس اعزاز کے قابل میں کہاں تھا
یہ فضل ہے تیرا کہ مجھے تو نے بلایا
جس گھر کے ترے پاک نبیؐ نے لیے پھیرے
صد شکر کہ تو نے مجھے گرد اس کے پھرایا
لگتا نہ تھا دل اور کسی ذکر میں میرا
لبیک کا نغمہ مجھے اس طرح سے بھایا
حطیم و ملتزم و سنگِ اسود و صفا مروہ
ہر جا تری رحمت نے گلے مجھ کو لگایا
ہوتی رہی بارش تری رحمت کی بھی چھم چھم
مجھ کو بھی بہت میری ندامت نے رلایا
محشر میں بھی رکھ لینا بھرم اپنے کرم سے
جیسے میرے عیبوں کو ہے دنیا میں چھپایا
محشر میں بھی کوثر کا مجھے جام عطا ہو
جیسے یہاں پانی مجھے زم زم کا پلایا
جیسے یہاں سایہ ترے کعبے کا ملا ہے
محشر میں بھی حاصل ہو ترے عرش کا سایہ
مت پوچھیے مکے میں گزرے مرے ایام
ہر آن نیا کیف نیا لطف اٹھایا
مکے سے مدینے کے سفر کو جو میں نکلا
بے نام سا اک خوف تھا دل پر مرے چھایا
ہمت نہیں پاتا کروں سامنا ان کا
ہر پل تو بغیر ان کی اطاعت کے گنوایا
وہ تو کہو یاد ان کا کرم آ گیا مجھ کو
ہر رنج و الم دل سے لگا اس نے مٹایا
رفتار تھی اس شوق کی پھر دیکھنے والی
خود سے بھی قدم دو قدم آگے اسے پایا
ہونٹوں پہ درودوں کے مچلنے لگے نغمے
جب دور سے ہی گنبد خضرا نظر آیا
کچھ عرض زباں سے تو وہاں کرنا ہے مشکل
حال اپنا بس اشکوں کی زبانی ہی سنایا
جتنا بھی کروں ناز مقدر پہ وہ کم ہے
اللہ نے اپنا مجھے مہمان بنایا
سلمانؔ مرے دل میں جو کعبے کے ہیں جلوے
آنکھوں میں مری گنبد خضرا ہے سمایا

Some Tips and Blessings for The Last 10 (Third Ashra) Days Of Ramadan

Each and every day of Ramadan is no less than a blessing. Muslims start preparing for Ramadan in advance so that they are able to make the most out of it without losing a moment in adjusting to its routine. Therefore, with the progression of each day of Ramadan, the spirit and enthusiasm of Muslims towards its observance to the best of efforts increases.

In the three Ashras of Ramadan, it is the third one that is valued greatly among Muslims. One of the major reasons why it is valued and revered is the fact that it is the last Ashra and with it Ramadan ends, so Muslim try making the most out of it. The lines below discuss how a Muslim can make the most out of the last ten days of Ramadan.

A hadith reported regarding the last Ashra about the routine of Prophet Muhammad *(SAAW)* is as follows:

"Allah's Messenger used to exert himself in devotion during the last ten nights to a greater extent than at any other time." ***(Muslim)***

Therefore, the last ten days of Ramadan require greater devotion and dedication towards making the most out of it. The lines below give some tips that can help effectively in this regard.

Itikaf:

Itikaf is the renowned Sunnah of Prophet Muhammad *(SAAW)*, which is most popular among Muslims. Itikaf refers to the last ten days of Ramadan in which Prophet Muhammad *(SAAW)* used to live in seclusion and avoid worldly interaction till the last night when the moon of Shawal is sighted.

Hazrat Aisha *(RA)* narrates:

"Prophet Muhammad (*SAAW)* used to perform Itikaf in the last ten days of Ramadan until Allah the Mighty & Majestic took Him." ***(Bukhari)***

From this hadith, it becomes clear that Itikaf was one of His *(SAAW)* consistent Sunnahs which He *(SAAW)* used to perform on regular bases on every Ramadan and throughout His *(SAAW)* life. Therefore, a Muslim should find encouragement from this fact and should pursue Itikaf.

In another hadith, Prophet Muhammad *(SAAW)* said:

"Whoever makes Itikaf with me is to make Itikaf during the last ten (nights)." ***(Bukhari)***

Therefore, Itikaf is one of the major Sunnahs of Prophet Muhammad *(SAAW)*, therefore, every Muslim must try observing Itikaf whenever the chance is available.

Increase Worship Duration:

The last ten days are the ones that end with the end of the Ramadan and after that there is a whole year before it comes back again. Thus, those Muslims who are aware of the transitory nature of this worldly life understand the value of the last days of Ramadan, hence, the increase the intensity as well as duration of their prayer so that they get the maximum out of the parting days.

Hazrat Aisha *(RA)* narrates about Prophet Muhammad *(SAAW)* in the following way:

"With the start of the last ten days of Ramadan, the Prophet *(SAAW)* used to tighten His waist belt (i.e. work harder) and used to pray all the night, and used to keep his family awake for the prayers." ***(Bukhari)***

From this hadith it is clear that Prophet Muhammad *(SAAW)* used to pray excessively during the last ten days of Ramadan. In addition to praying all night, He also made sure that His family members also stayed awake during the nights and indulged in prayer. Therefore, a Muslim must not only limit him or herself with own prayers, rather he or she must also make sure that all the other family members are also a part of the prayer and they also make the most out of the last precious nights of Ramadan.

Recite Quran Abundantly:

In Ramadan, Muslims make special preparations to recite Quran. Some of the Muslims recite the whole Quran one time, while there are others who recite the whole Quran several times. Each and every word of Quran brings great reward for a Muslim when recited in Quran. Besides the conventional reading of Quran from the start till its end, a Muslim must also search for different hadiths of Prophet Muhammad *(SAAW)* in which He emphasized over different Surahs of Quran in terms of their greater reward.

A hadith in this regard is as follows:

"Whoever recited Surah Zilzilah would get the reward of reciting half the Quran. Whoever recited Surah al Kaafirun would get the reward as if reading a quarter of the Quran. Whoever recited Surah al Ikhlas would get a reward as if reading one third of the Quran." ***(Tirmidhi)***

Therefore, while reciting Quran a Muslim must consider different hadith of Prophet *(SAAW)* that specifically refer to particular Surahs and try reading and reciting them more frequently to earn greater reward. However, to be able to read and recite Quran, you must be able familiar with Arabic language as much as possible.

Laylatul Qadr:

In Quran, Allah says:

"By the manifest Book (the Quran) that makes thing clear. We sent it (this Quran) down on a Blessed Night (i.e. the Night of Qadr)...."***(44:2-4)***

And

"Indeed, We sent the Qur'an down during the Night of Decree.

And what can make you know what is the Night of Decree?

The Night of Decree is better than a thousand months.

The angels and the Spirit descend therein by permission of their Lord for every matter.

Peace it is until the emergence of dawn."

(97:1-5)

The Blessed night refers to the Night of Qadr and it is one of the highly revered and cherished nights in the Islamic calendar. This night can be found in the odd nights in the last ten days of Ramadan. Therefore, every Muslim in addition to praying excessively in all the last ten days, should worship, pray and supplicate more in the odd nights.

Prophet *(SAAW)* said in a hadith:

"Whoever stands (in Qiyaam) in Laylat ul-Qadr out of faith and expectation (of Allah's reward), will have All of his previous sins forgiven." ***(Bukhari)***

Therefore, a Muslim must seek the Blessed night by praying and reflecting excessively in the last ten days of Rampadan.

Source: http://www.quranreading.com

اعلان نماز عید الفطر

مسجد دارالسلام باغ جناح میں نماز عید الفطر ٹھیک صبح 6:15 پر ہوگی۔

خطبہ عید ڈاکٹر عارف رشید خلف الرشید ڈاکٹر اسرار احمدؒ ارشاد فرمائیں گے۔

المعلن : **تنظیمِ اسلامی** پاکستان

نوٹ: خواتین کے لیے الگ باپردہ انتظام ہوگا

Vol: 27 Regd. No. C.P.L NO.114 No.24

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore